# لینن

## دوسری انٹرنیشنل کا انہدام

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

تمام دنیا کے مزدورو، ایک ہو جاؤ!

# لینن

# دوسری انٹرنیشنل کا انہدام

دارالاشاعت ترقی
ماسکو، ۱۹۷۶ء

Scanned by CamScanner

ترجمہ : مرزا اشفاق بیگ

## پبلشر کی طرف سے

لینن کی کتاب ''دوسری انٹرنیشنل کا انہدام،، کا ترجمہ لینن کی تصانیف کے پانچویں روسی ایڈیشن کی ۲٦ ویں جلد سے کیا گیا ہے، جو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے مارکسزم لینن‌ازم انسٹی ٹیوٹ نے مرتب کیا ہے۔

سوویت یونین میں شائع‌شدہ

© جملہ حقوق بحق دارالاشاعت ترقی محفوظ ہیں۔

۱۹۷٦ء

Л $\frac{10102-579}{014(01)-76}$ 618—76

بعض وقت دوسری انٹرنیشنل کے انہدام کا مطلب محض رسمی لحاظ سے سمجھا جاتا ہے، یعنی برسر جنگ ملکوں کی اشتراکی پارٹیوں کے درمیان بین الاقوامی رابطے کا منقطع ہو جانا، بین الاقوامی کانفرنس یا بین الاقوامی اشتراکی بیورو (۱) کے اجلاس کے انعقاد کا ناممکن ہونا وغیرہ۔ یہ نقطہ نظر چھوٹے غیر جانبدار ملکوں کے بعض اشتراکیوں کا ہے، غالباً ان ملکوں کی باضابطہ پارٹیوں کی اکثریت کا اور موقع پرستوں اور ان کے مدافعت کرنے والوں کا بھی۔ روسی اخبارات میں ''بند،، (۲) کے ''خبرنامے،، کے شمارہ ۸ میں جناب کوسوفسکی نے اس رویے کی جس بے تکلفی سے مدافعت کی ہے وہ نہایت شکرگزاری کی مستحق ہے۔ اس کے مدیروں کی خاموشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں مصنف سے اختلاف نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ جناب کوسوفسکی کی قوم پرستی کی مدافعت، جب انہوں نے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں تک کو حق بجانب ثابت کیا جنھوں نے جنگی قرضے کے حق میں رائے دی ہے، بہت سے مزدوروں کو ''بند،، کا بورژوا قوم پرست کردار سمجھنے میں مدد دے گی۔

طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کے لئے سوشلزم ایک سنجیدہ عقیدہ ہے نہ کہ پیٹی بورژوا مصالحت ساز اور قوم پرست مخالفانہ میلانات کی پردہ پوشی۔ انٹرنیشنل کے انہدام کو مزدور اپنے عقائد کے ساتھ شرمناک غداری سمجھتے ہیں جس کا اظہار اکثر باضابطہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹیاں کر چکی ہیں، وہ اسے اشٹوٹ گارٹ اور باسل کی بین الاقوامی کانگریسوں میں تقریروں میں اور ان کانگریسوں (۳) کی قراردادوں میں واضح کردہ انتہائی سنجیدہ اعلانات وغیرہ

سے غداری خیال کرتے ھیں - صرف وہ لوگ اسے غداری نہیں تصور کر سکتے جو ایسا چاھتے نہیں ھیں یا جنھیں اس سے فائدہ حاصل نہیں ھوتا - اگر ھم مسئلے کو سائنسی طریقے سے یعنی جدید معاشرے میں طبقاتی تعلقات کے نقطہ نظر سے پیش کرنا چاھتے ھیں، تو ھمیں کہنا پڑے گا کہ اکثر سوشل ڈیموکریٹک پارٹیاں اور ان میں پیش پیش سب سے پہلے جرمن پارٹی — جو دوسری انٹرنیشنل میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ بااثر ہے - پرولیتاریہ کے خلاف اپنے اپنے جنرل اسٹافوں، حکومتوں اور بورژوازی سے جا ملی ھیں - یہ معاملہ عالمی تاریخی اھمیت کا حامل ہے اور انتہائی جامع تجزیے کا تقاضہ کرتا ہے - ایک عرصے سے یہ بات تسلیم کی جا چکی ہے کہ جنگیں اپنی جلو میں ھولناکیاں اور تباھیاں لاتی ھیں لیکن ان سے ایک یہ اھم فائدہ بھی ھوتا ہے کہ انسانی اداروں میں جو گندہ، دقیانوسی اور مردہ ھوتا ہے اسے وہ بے رحمی سے بے نقاب کر دیتی ھیں، منظرعام پر لاتی اور تباہ کر دیتی ھیں - ۱۹۱۴-۱۵ء کی یورپی جنگ بلاشبہ اس لحاظ سے مفید ثابت ھو رھی ہے کہ اس نے مہذب ملکوں کے ترقی یافتہ طبقے پر یہ آشکار کر دیا ہے کہ اس کی پارٹیوں کے اندر بدبودار پھوڑا پک رھا ہے اور کس سرچشمے سے ناقابل برداشت سڑی ھوئی عفونت آ رھی ہے -

# ۱

کیا یہ حقیقت ہے کہ یورپ کی اھم اشتراکی پارٹیاں اپنے تمام عقائد اور فرائض کو خیرباد کہہ چکی ھیں؟ لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہ تو غدار بحث کرنے کے لئے آمادہ ھیں اور نہ وہ لوگ جنھیں اچھی طرح علم ہے — یا قیاس — کہ غداروں کے ساتھ انھیں دوستانہ اور بردبار رویہ اختیار کرنا چاھیے - دوسری انٹرنیشنل کے مختلف ”عہدیداروں،، یا روسی سوشل ڈیموکریٹوں میں ان کے ھم‌خیال لوگوں کے لئے خواہ یہ کتنا ھی ناخوشگوار ھو لیکن ھمارے لئے حقائق کا سامنا کرنے اور چیزوں کو ان کے صحیح



Scanned by CamScanner

ناموں سے پکارنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے - ہمیں مزدوروں سے صداقت بیان کرنی چاہیے۔

کیا ایسے حقائق موجود ہیں جو ہمیں بتاتے ہیں کہ اشتراکی پارٹیوں نے موجودہ جنگ سے پہلے اور اس کی پیش بندی کے سلسلے میں اپنے فرائض اور طریقۂ کار کس طرح معین کئے تھے؟ بلاشبہ وہ ضرور موجود ہیں - باسل میں بین الاقوامی اشتراکی کانگریس نے ۱۹۱۲ء میں ایک قرارداد منظور کی تھی، اسے ہم اشتراکیت کے ''بھولے ہوئے الفاظ،، کو یاد دلانے کی خاطر جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی چیم نٹز کانگریس کی منظور کردہ قرارداد کے ساتھ پھر شائع کر رہے ہیں جو اسی سال منعقد ہوئی تھی - یہ قرارداد، جس میں تمام ملکوں میں جنگ کے خلاف پروپیگنڈہ اور پرچار کا خلاصہ ہے، جنگ پر اشتراکی خیالات اور جنگ کے بارے میں طریقۂ کار کا انتہائی مکمل اور بے کم وکاست، انتہائی سنجیدہ اور باضابطہ اظہار ہے - اس حقیقت کو صرف غداری ہی قرار دیا جا سکتا ہے کہ کل کی انٹرنیشنل کے ناخدا اور آج کی معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کے علم بردار — ہنڈے مان ، گید، کاؤٹسکی اور پلیخانوف — اسے اپنے قارئین کو بتاتے ہوئے ڈر رہے ہیں - اس کے بارے میں وہ یا تو خاموش ہیں یا (کاؤٹسکی کی طرح) وہ حصے نقل کرتے ہیں جو ثانوی اہمیت کے ہیں، اور ہر اس چیز سے جو واقعی اہم ہے کتراتے ہیں - ایک طرف انتہائی ''بائیں بازووالی،، اور مہا انقلابی قراردادیں، اور دوسری جانب ان قراردادوں کی انتہائی شرمناک فراموشی یا دست برداری — یہ ہے ایک انتہائی واضح اظہار انٹرنیشنل کے انہدام کا اور ساتھ ہی اس کا انتہائی معقول ثبوت کہ آج کل صرف وہ لوگ جن کی بے نظیر سادگی پچھلی ریاکاری کو دائمی بنانے کی عیارانہ خواہش کی سرحد سے آن ملتی ہے یہ یقین کر سکتے ہیں کہ محض تجاویز منظور کرکے اشتراکیت میں ''اصلاح،، کی جا سکتی ہے اور ''اس کی راہ کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے،،۔

کہا جا سکتا ہے کہ صرف کل ہی جنگ سے پہلے جب ہنڈے مان نے سامراج کی مدافعت شروع کی تھی تو تمام ''ذی عزت،، اشتراکیوں نے اسے غیر متوازن خبطی قرار دیا تھا، اور ہر ایک کے لہجے سے حقارت ٹپکتی تھی - آج تمام ملکوں کے انتہائی ممتاز



Scanned by CamScanner

سوشل ڈیموکریٹک رہنما بالکل ہنڈےسان کی پستی تک پہنچ گئے ہیں ۔ ان میں اگر کوئی فرق ہے تو رائے کے رنگ میں کمی بیشی کا ہے اور مزاجوں کا ۔ جب ''ناشے سلووا'' (۴) کے مصنفین حقارت سے ''مسٹر'' ہنڈےسان لکھتے ہیں اور تعظیم (یا خوشامد) سے ''رفیق'' کاؤتسکی تحریر کرتے ہیں یا کچھ نہیں کہتے تو ہم ایسے اشخاص کی مدنی جرأت کا اندازہ لگاتے یا اس کا کردار بتاتے وقت کم و بیش مناسب پارلیمانی اسلوب حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں ۔ کیا اشتراکیت اور عام طور پر اپنے عقائد کے لئے عزت کے ساتھ اس رویے کی مصالحت کی جا سکتی ہے؟ اگر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ ہنڈےسان کی جارحانہ قومی پرستی پرفریب اور خطرناک ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ اپنی تنقید اور حملوں کا رخ کاؤتسکی کی جانب کریں جو ان خیالات کا زیادہ باثر اور زیادہ خطرناک محافظ ہے ۔

غالباً دوسروں کے مقابلے میں حال میں گید کے خیالات زیادہ تفصیل سے گید کے حامی چارلس دیوسا نے ایک کتابچے میں پیش کئے ہیں، اس کا نام ہے ''وہ امن جو ہم چاہتے ہیں''۔ یہ ''ژول گید کی کابینہ کا سربراہ'' جیسا کہ وہ کتابچے کے سرورق پر اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے تو قدرتی طور پر اشتراکیوں کے گذشتہ محب وطن اعلانات ''نقل کرتا'' ہے (جرمن معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست ڈیوڈ نے بھی مادروطن کی مدافعت کے متعلق اپنے تازہ‌ترین کتابچے میں ایسا ہی کیا ہے) ۔ لیکن وہ باسل کے منشور کا حوالہ نہیں دیتا! اسی طرح پلیخانوف بھی، جو غیر معمولی مردم بیزار تصنع سے کام لیتے ہوئے جارحانہ قوم‌پرست عامیانہ باتیں کرنے کے عادی ہیں، اس منشور کی بابت خاموش ہیں ۔ کاؤتسکی کا رویہ بھی پلیخانوف کی طرح ہے : باسل کے منشور کو نقل کرتے وقت وہ تمام انقلابی جملے قلم‌انداز کر دیتے ہیں (یعنی جو بنیادی سافیہہ ہے !)، غالباً سنسر کے قواعد کے ڈر سے... پولیس اور فوج کے حکام نے، جن کے سنسر کے قواعد طبقاتی جدوجہد یا انقلاب کا نام لینے کی اجازت نہیں دیتے، اشتراکیت کے غداروں کی ''بروقت'' مدد کی ہے !

شاید ایسا تو نہیں کہ باسل کا منشور محض کھوکھلی



Scanned by CamScanner

اپیل ہے جس کا تاریخ یا طریقہ' کار کے لحاظ سے ایسا مخصوص مافیہہ نہیں رہا جو آج کی جنگ سے براہ‌راست تعلق رکھتا ہو؟

صداقت اس کے برعکس ہے۔ باسل کی قرارداد میں دوسری قراردادوں کے مقابلے میں فضول اعلانات کم ہیں اور ٹھوس مافیہہ زیادہ ہے۔ باسل کی قرارداد اسی جنگ کے متعلق ہے جو چھڑ چکی ہے، وہ ان ہی سامراجی تصادموں کے بارے میں ہے جو ۱۵—۱۹۱۴ء سے ہو رہے ہیں۔ بلقان پر آسٹریا اور سربیا کے درمیان تصادم، البانیہ وغیرہ پر آسٹریا اور اٹلی کے درمیان تصادم، منڈیوں اور عام طور پر نوآبادیوں پر برطانیہ اور جرمنی کے درمیان تصادم، آرمینیا اور قسطنطنیہ پر روس اور ترکی وغیرہ کے درمیان تصادم — باسل کی قرارداد موجودہ جنگ کی پیش بندی کے سلسلے میں ان سب ہی کے بارے میں بتاتی ہے۔ تجویز یہ نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ ''یورپ کی عظیم طاقتوں،، کے درمیان موجودہ جنگ کو ''کسی بھی بہانے سے عوام کے مفاد میں جائز قرار نہیں دیا جا سکتا،،۔

اور پلیخانوف اور کاؤتسکی — جو دو مثالی اور بااثر اشتراکی ہیں، جنہیں ہم اچھی طرح جانتے ہیں، جن میں سے ایک روسی میں لکھتا ہے اور دوسرے کو انسدادپرست (۵) روسی میں ترجمہ کرتے ہیں — اگر اب (اکسلرود کی مدد سے) جنگ کے لئے ہر قسم کے ''عوامی جواز،، (یا غالباً گندے بورژوا اخباروں سے لئے ہوئے سفلانہ جواز) تلاش کر رہے ہیں، اگر وہ عالمانہ انداز میں اور مارکس کے بےشمار جعلی اقتباسات سے مسلح ہوکر ۱۸۱۳ء اور ۱۸۷۰ء کی جنگوں (پلیخانوف) یا ۱۸۵۴ء—۷۱، ۱۸۷۶—۷۷ء، ۱۸۹۷ء کی جنگوں (کاؤتسکی) کو ''مثال،، کی طور پر پیش کر رہے ہیں تو درحقیقت صرف وہی لوگ جنہیں اشتراکی عقیدے نے چھوا تک نہیں ہے اور جو اشتراکی ضمیر سے یکسر محروم ہیں ان دلائل کو ''سنجیدگی سے،، قبول کر سکتے ہیں اور انہیں بےنظیر ریاکاری، سخن‌سازی اور اشتراکیت کی عصمت‌فروشی کہنے سے چوک سکتے ہیں! اگر جرمن پارٹی کی مجلس عاملہ (''فور اشٹینڈ،،) مہرنگ اور روزا لکسمبرگ کے نئے رسالے (''ڈی انٹرنیشنل،،) (۶) کو کاؤتسکی کی ایماندار تنقید پر برا بھلا کہنا چاہتی ہے تو فبہا۔ اگر اسی انداز سے وانڈیرویلڈے، پلیخانوف، ہنڈےمان اور

ان کے ساتھی ''اتحاد ثلاثہ،، (۷) کی پولیس کی مدد سے اپنے مخالفوں سے سلوک کر رہے ہیں تو سر آنکھوں پر ۔ اس کے جواب میں ہم صرف باسل کے منشور کو پھر شائع کر رہے ہیں ۔ وہ ثابت کر دے گا کہ جو راستہ رہنماؤں نے اختیار کیا ہے اسے صرف غداری کہا جا سکتا ہے ۔

باسل کی قرارداد میں قومی یا عوامی جنگ کا ذکر نہیں ہے جس کی مثالیں ہمیں یورپ میں ملتی ہیں ۔ یہ جنگیں ۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء کے عہد میں مثالی تھیں ۔ اس میں انقلابی جنگ کا بھی ذکر نہیں ہے جسے سوشل ڈیموکریٹوں نے کبھی مسترد نہیں کیا ہے ۔ تجویز میں موجودہ جنگ کا ذکر ہے جو نتیجہ ہے ''سرمایہ‌دارانہ سامراج،، اور ''شاہی خاندانوں کے مفاد،، کا، جو نتیجہ ہے ''ملک گیری کی پالیسی،، کا جس پر برسر جنگ ملکوں کے دونوں گروہ — آسٹریا اور جرمنی، برطانیہ اور فرانس اور روس گامزن ہیں ۔ پلیخانوف، کاؤٹسکی اور اسی قبیل کے لوگ تمام ملکوں کے بورژوازی کے خودغرضانہ جھوٹ کو دہرا کر مزدوروں کو کھلم کھلا فریب دے رہے ہیں ۔ بورژوازی اپنی تمام‌تر قوت کو استعمال میں لا کر اس سامراجی اور نوآبادیات کی خاطر قزاقانہ جنگ کو عوامی جنگ، دفاعی جنگ (ہر فریق کے لئے) کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ اور اس جنگ کو وہ غیرسامراجی جنگوں کی تاریخی مثالیں پیش کرکے حق بجانب ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔

موجودہ جنگ کے سامراجی، قزاقانہ اور پرولیتاریہ‌دشمن کردار کا سوال عرصہ ہوا خالص نظریاتی منزل کی حدود سے آگے بڑھ چکا ہے ۔ نہ صرف دنیا کی تقسیم کرنے اور ''چھوٹی،، قوموں کو غلام بنانے کے لئے ضعیف، جان بلب اور سڑا گلا بورژوازی کی جدوجہد کی طرح سامراج کی تمام بنیادی ممتاز خصوصیات کا نظریاتی اندازہ لگا لیا گیا ہے ۔ نہ صرف ان نتائج کو تمام ملکوں کے بےشمار اشتراکی اخبار ہزار بار شائع کر چکے ہیں ۔ مثال کے طور پر اپنے کتابچے ''سر پر منڈلانےوالی جنگ،، (۱۹۱۱ء!) میں ہماری ایک ''اتحادی،، قوم کے نمائندے فرانسیسی دیلائسی نے آسان الفاظ میں موجودہ جنگ کا فرانسیسی بورژوازی کی جانب سے بھی، قزاقانہ کردار واضح



Scanned by CamScanner

کر دیا ہے۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہوجاتی۔ باسل میں تمام ملکوں کی پرولیتاری پارٹیوں کے نمائندوں نے اپنے اس اٹل یقین کا متفقہ طور پر اور باضابطہ اظہار کیا تھا کہ سامراجی کردار والی جنگ سرپر منڈلا رہی ہے۔ اس سے انھوں نے طریقۂ کار کے لئے نتائج بھی اخذ کئے تھے۔ اس لئے ہمیں اسے سوفسطائیت (غلط استدلال) کی طرح مسترد کر دینا چاہیے کہ قومی اور بین الاقوامی طریقۂ کار سے متعلق اختلاف پر بحث کافی نہیں ہوئی (ملاحظہ ہو ''ناشے سلووا،، کے شماروں ۸۷ اور ۹۰ میں اکسلرود کا تازہ ترین انٹرویو) وغیرہ، وغیرہ۔ یہ سوفسطائیت ہے کیونکہ سامراج کا جامع سائنسی تجزیہ ایک بات ہے — یہ تجزیہ ابھی ابھی شروع ہوا ہے اور اپنے جوہر کے لحاظ سے اتنا ہی غیرمحدود ہے جتنی کہ بذات خود سائنس۔ لیکن سرمایہ دارانہ سامراج کے خلاف اشتراکی طریقۂ کار کے اصول دوسرا معاملہ ہیں جو سوشل ڈیموکریٹک اخبارات کی ہزاروں کاپیوں میں شائع ہو چکے ہیں اور انٹرنیشنل کے فیصلے میں موجود ہیں۔ اشتراکی پارٹیاں بحث و مباحثے کے کلب نہیں بلکہ مجاہد پرولیتاریہ کی تنظیمیں ہیں۔ اگر کئی دستے دشمن سے جا ملیں تو انھیں غدار کے نام سے پکارنا چاہیے۔ ہمیں ایسے منافقانہ دعووں سے ''متاثر،، نہیں ہونا چاہیے کہ ''ہر شخص یکساں طور سے،، سامراج کو نہیں سمجھتا، یا جارحانہ قوم پرست کاؤتسکی اور جارحانہ قوم پرست کوناؤ اس کی بابت جلدوں کی جلدیں لکھ سکتے ہیں، یا اس سوال پر ''بحث کافی نہیں،، ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ سرمایہ داری کا کبھی بھی اس کے قزاقانہ کردار کے تمام اظہارات کے لحاظ سے اور اس کے تاریخی ارتقا اور قومی امتیازی خصوصیات کی تمام باریک ترین تفصیلات کو سامنے رکھ کر بھر پور مطالعہ نہیں کیا جا سکتا۔ عالم (اور خاص کر نظریہ پرست) تفصیلات پر بحث کرنا کبھی ختم نہیں کریں گے۔ ''اس بنیاد پر،، سرمایہ داری کے خلاف اشتراکی جدوجہد کو خیرباد کہنا اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی مخالفت کرنے سے کترانا حماقت ہوگی جنھوں نے اسی جدوجہد سے غداری کی ہے۔ کاؤتسکی، کوناؤ، اکسلرود اور ان کی قماش کے لوگ ہمیں اس کے علاوہ اور کیا کرنے کی دعوت دے رہے ہیں؟



Scanned by CamScanner

اب جب کہ جنگ چھڑ چکی ہے کسی نے بھی باسل کی قرارداد کا مطالعہ کرنے اور اسے غلط قرار دینے کی کوشش نہیں کی ہے۔

## ۲

لیکن غالباً مخلص اشتراکیوں نے اس توقع میں باسل کی قرارداد کی حمایت کی تھی کہ جنگ سے انقلابی حالات پیدا ہوں گے، لیکن واقعات نے انھیں باطل قرار دیا اور انقلاب ناممکن ثابت ہوا؟

اس قسم کی سوفسطائیت کی مدد سے کوناؤ نے (ایک کتابچے ''پارٹی کا انہدام؟'' اور چند مضامین میں) غداری کر کے بورژوازی کی صفوں میں اپنے جاملنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تقریباً تمام دوسرے جارحانہ معاشرتی قوم پرستوں کی تحریروں میں بھی، جن کا سرغنہ کاؤتسکی ہے، اسی قسم کے ''دلائل'' کا اشارہ ملتا ہے۔ کوناؤ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ انقلاب کی امیدیں سراب ثابت ہوئیں اور مارکسی کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ فریب خیال کے لئے جدوجہد کرے۔ یہ استروویت کا پیرو (۸) اس ''فریب خیال'' کے متعلق ایک لفظ نہیں کہتا جو باسل کے منشور پر تمام دستخط کرنے والوں کے ذہن میں تھا۔ ایک انتہائی پارسا آدمی کی طرح وہ پانے کوئیک اور رادیک جیسے انتہاپرست بائیں بازو والوں پر الزام دھر دیتا ہے!

آیئے، ہم اس دلیل کے جوہر پر غور کریں کہ باسل کے منشور کے مصنفین کو انقلاب کی آمد کی مخلصانہ امید تھی لیکن واقعات نے انھیں باطل ثابت کر دیا۔ باسل کے منشور میں تحریر ہے — (۱) جنگ معاشی اور سیاسی بحران پیدا کرے گی، (۲) مزدور جنگ میں اپنی شرکت کو جرم سمجھیں گے اور ''سرمایہ داروں کے منافع کے لئے، شاہی خاندانوں کی ناموس اور خفیہ سفارتی عہدناموں کی خاطر ایک دوسرے پر گولی چلانا'' مجرمانہ حرکت قرار دیں گے۔ جنگ مزدوروں میں ''غصے اور بغاوت'' کا جذبہ پیدا کرتی ہے، (۳) اشتراکیوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس بحران اور مزدوروں کے مزاج سے فائدہ اٹھائیں اور ''عوام کو بیدار کریں اور سرمایہ داری



Scanned by CamScanner

کے خاتمے کے لئے جلدی کریں،، (۴) بلااستثنا تمام ''حکومتیں،، ''اپنے لئے خطرے،، کے بغیر جنگ شروع نہیں کر سکتیں، (۵) حکومتیں ''پرولیتاری انقلاب سے خائف ہیں،،، (۶) حکومتوں کو پیرس کمیون (یعنی خانہ جنگی)، روس کا انقلاب ۱۹۰۵ء وغیرہ ''یاد رکھنا چاہیے،، ۔ یہ سب واضح خیالات ہیں ۔ یہ اس کی ضمانت نہیں دیتے کہ انقلاب بپا ہوگا ۔ وہ واقعات اور رجحانات کے ٹھیک ٹھیک کردار پر زور دیتے ہیں ۔ ان خیالات اور دلائل کے متعلق جو شخص بھی یہ کہتا ہے کہ متوقع انقلاب فریب خیال ثابت ہوا تو وہ انقلاب کی جانب مارکسی نہیں بلکہ استرووے اور پولیس والوں اور غداروں کا رویہ ظاہر کرتا ہے ۔

مارکسی کے لئے یہ بات ناقابل تردید ہے انقلابی حالت کے بغیر انقلاب ناممکن ہے ۔ سزیدبرآں، ہر انقلابی حالت کا نتیجہ انقلاب کی صورت میں نہیں نکلتا ۔ عام طور پر انقلابی حالت کی علامتیں کیا ہوتی ہیں؟ اگر ہم مندرجۂ ذیل تین بنیادی علامتیں بتائیں تو غلطی نہ کریں گے : (۱) جب تبدیلی کے بغیر حکمران طبقات کے لئے اپنی حکمرانی برقرار رکھنا ناممکن ہو ۔ جب ''بالائی طبقات،، کسی نہ کسی شکل میں بحران میں مبتلا ہوں، حکمران طبقے کی پالیسی بحران سے دوچار ہو ۔ اس سے ایک ایسا شگاف پڑ جائے جس سے مظلوم طبقات کی بے چینی اور نفرت سیلاب بن کر پھٹ پڑے ۔ انقلاب رونما ہونے کے لئے عام طور پر یہ ناکافی ہے کہ ''نچلے طبقات،، پرانے طریقے سے رہنا ''نہ چاہتے ہوں،، ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ''بالائی طبقات،، پرانے طریقے سے رہنے کے ''قابل نہ ہوں،، ۔ (۲) جب مظلوم طبقات کے دکھ اور احتیاج معمول سے زیادہ شدت اختیار کر لیں ۔ (۳) جب مندرجۂ بالا وجوہ کے سبب عوام الناس کی سرگرمیوں میں کافی اضافہ ہو جو ''امن،، کے زمانے میں زبان پر حرف شکایت لائے بغیر اپنا استحصال کراتے ہیں، لیکن طوفانی دور میں بحران کے تمام حالات اور خود ''بالائی طبقات،، دونوں کے سبب آزاد تاریخی عمل کی جانب کھنچ آئیں ۔

ان خارجی تبدیلیوں کے بغیر، جو نہ صرف انفرادی گروہوں اور پارٹیوں بلکہ انفرادی طبقات کی مرضی سے آزاد ہیں، عام طور پر انقلاب ناممکن ہے ۔ ان تمام انقلابی تبدیلیوں کے



Scanned by CamScanner

مجموعے کو انقلابی حالت کہا جاتا ہے۔ ایسی حالت روس میں ۱۹۰۵ء میں اور یورپ میں تمام انقلابی ادوار میں تھی۔ جرمنی میں یہ حالت گذشتہ صدی کی ساتویں دہائی میں تھی اور روس میں ۶۱—۱۸۵۹ء اور ۸۰—۱۸۷۹ء میں۔ لیکن ان موقعوں پر انقلاب نہیں ہوا۔ اس کا سبب کیا تھا؟ وجہ یہ ہے کہ ہر انقلابی حالت میں انقلاب رونما نہیں ہوتا۔ انقلابی حالت میں انقلاب صرف اس وقت ہوتا ہے جب مندرجہ بالا خارجی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ داخلی تبدیلی بھی موجود ہو — یعنی انقلابی طبقے کی یہ صلاحیت کہ وہ اتنا مستحکم انقلابی عوامی اقدام کرے کہ پرانی حکومت کو توڑ ڈالے (یا ہٹا دے)۔ پرانی حکومت کو بحران کے دور تک میں اگر ''توڑا'' نہ جائے تو وہ خود نہیں ''ٹوٹتی''۔

یہ ہیں انقلاب کے بارے میں مارکسی خیالات۔ ان خیالات کو کئی بار پروان چڑھایا گیا ہے، انہیں مارکسی مسلمہ طور پر قبول کرتے ہیں۔ جہاں تک ہم روسیوں کا تعلق ہے تو ۱۹۰۵ء کا تجربہ خاص طور پر واضح طریقے سے ان خیالات کی تصدیق کر چکا ہے۔ تو پھر اس سلسلے میں باسل کے منشور نے ۱۹۱۲ء میں کیا فرض کیا تھا اور ۱۵—۱۹۱۴ء میں کیا واقع ہوا؟

اس نے فرض کیا کہ انقلابی حالت پیدا ہوگی جسے اس نے ''معاشی اور سیاسی بحران'' کے الفاظ میں بیان کیا۔ کیا ایسی حالت پیدا ہو گئی ہے؟ بلاشبہ پیدا ہو گئی ہے۔ معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست لینش (جو ریاکار کوناؤ، کاؤٹسکی، پلیخانوف اور اسی قماش کے لوگوں کے مقابلے میں جارحانہ قوم‌پرستی کی مدافعت زیادہ صاف صاف، برملا اور ایمانداری سے کرتا ہے) یہ تک کہہ چکا ہے: ''جس سے ہم گزر رہے ہیں وہ ایک قسم کا انقلاب ہے۔'' (اس کے کتابچے ''جرمن سوشل ڈیموکریسی اور جنگ''، صفحہ ۶، برلن، ۱۹۱۵ء)۔ سیاسی بحران موجود ہے۔ کسی حکومت کو کل کی خبر نہیں ہے۔ کوئی حکومت مالی انہدام، علاقائی نقصان، اپنے ملک سے اخراج (جس طرح بیلجیم کی حکومت نکالی گئی) کے خطرے سے آزاد نہیں ہے۔ تمام حکومتیں کوہ آتش فشاں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور خود عوام سے اپیل کر رہی ہیں کہ وہ پہل‌قدمی اور



Scanned by CamScanner

بہادری کا مظاہرہ کریں۔ یورپ میں تمام سیاسی اقتدار کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہم انتہائی سیاسی اتھل پتھل کے دور میں داخل ہو گئے ہیں (اور اس میں روزافزوں داخل ہو رہے ہیں — یہ میں اس روز لکھ رہا ہوں جب اٹلی نے اعلان جنگ کیا ہے)۔ اعلان جنگ کے دو ماہ بعد کاؤتسکی نے (۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو «Die Neue Zeit» میں) لکھا کہ ''حکومتیں کبھی اتنی زیادہ مضبوط نہیں ہوتیں اور پارٹیاں کبھی اتنی زیادہ کمزور نہیں ہوتیں جتنی کہ جنگ چھڑنے کے وقت۔'' یہ کاؤتسکی کی طرف سے تاریخی سائنس کی غلطبیانی کا ایک نمونہ ہے۔ اور وہ اس کا ارتکاب اس لئے کر رہا ہے کہ سیوڈیکموں اور دوسرے موقع پرستوں کو خوش کرے۔ اول، جنگ کے زمانے میں حکومتوں کو حکمران طبقات کی تمام پارٹیوں کے باہمی سمجھوتے اور اس کی حکمرانی میں مظلوم طبقات کی ''پرامن'' اطاعت کی جتنی زیادہ ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے نہیں ہوتی۔ دوئم، اگرچہ ''جنگ کی ابتدا'' میں اور خاص کر ایسے ملک میں جو جلد فتح کی توقع رکھتا ہو حکومت قادر مطلق نظر آتی ہے۔ لیکن کبھی اور کہیں بھی کسی نے انقلابی حالت کا رشتہ صرف جنگ کی ''ابتدا'' سے نہیں جوڑا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ کوئی شخص بھی ''ظاہری'' اور حقیقی کو ایک نہیں سمجھتا۔

عام طور پر یہ معلوم تھا، بھانپ لیا گیا تھا اور تسلیم‌شدہ تھا کہ ماضی میں کسی بھی جنگ کے مقابلے میں اس بار یورپ میں جنگ زیادہ شدید ہوگی۔ اس جنگ کا تجربہ بڑے پیمانے پر اس کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ جنگ کے شعلے پھیلتے جا رہے ہیں۔ روزبروز یورپ کی سیاسی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ عوام‌الناس کا دکھ ہولناک ہے۔ حکومتوں، بورژوازی اور موقع پرستوں کی ان مصائب پر پردہ ڈالنے کی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔ سرمایہ‌داروں کے بعض گروہ جنگ سے جو منافع بٹور رہے ہیں وہ بےپناہ ہے اور تضادات انتہائی شدید ہوتے جا رہے ہیں۔ عوام کا سلگتا ہوا غصہ، معاشرے کی کچلی ہوئی اور بےعلم پرتوں کی اچھے (''جمہوری'') امن کے لئے موہوم خواہش، ''نچلے طبقات'' میں بےچینی کی ابتدا — یہ سب حقائق ہیں۔ جنگ جتنا زیادہ طول کھینچےگی اور شدت

اختیار کرے گی، اتنی ہی زیادہ خود حکومتیں عوام کی سرگرمیاں بڑھوائیں گی — اور بڑھانا ہی چاہیے — اور ان سے اپیل کریں گی کہ وہ غیر معمولی کوششوں سے کام لیں اور قربانیاں دیں۔ تاریخ میں کسی بھی بحران کے تجربے کی طرح، کسی بھی عظیم مصیبت ناگہانی اور انسانی زندگی میں اچانک سوڑ کے تجربے کی طرح جنگ کا تجربہ بھی بعض لوگوں کے ہوش و حواس اڑا ڈالتا ہے، ان کی ہمت پست کر دیتا ہے لیکن دوسروں کے ذہن روشن کرتا ہے، انہیں کندن بناتا ہے۔ اگر عالمی تاریخ کو بنیادی طور پر اور مجموعی طور سے پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو دوسری قسم کے لوگوں کی تعداد اور قوت — اس میں ریاست کے زوال اور انہدام کے وقت انفرادی معاملات کو استثنا قرار دے کر — اول قسم کے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ رہی ہے۔

امن کا قیام ان تمام مصائب اور بڑھتے ہوئے تضادات کو ''فوراً''، ختم کرنے کے بجائے کئی لحاظ سے ایسے حالات پیدا کرے گا جب انتہائی پسماندہ عوام الناس ان مصائب کو زیادہ شدت سے اور براہ راست محسوس کریں گے۔

مختصر یہ کہ یورپ کے اکثر ترقی یافتہ ملکوں اور عظیم طاقتوں کے اندر انقلابی حالت ہے۔ اس لحاظ سے باسل کے منشور کی پیش بینی کی پوری طرح تصدیق ہو گئی ہے۔ اس صداقت سے انکار کرنا، براہ راست یا بالواسطہ یا اسے نظر انداز کرنا، جیسا کہ کوناؤ، پلیخانوف، کاؤٹسکی وغیرہ نے کیا ہے، سفید جھوٹ بولنا ہے، مزدوروں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے اور بورژوازی کی خدمت کرنا ہے۔ ''سوتسیال دیموکرات''، (۹) (شمارے ۳۴، ۴۰ اور ۴۱) میں ہم نے جو حقائف پیش کئے وہ ثابت کرتے ہیں کہ جو لوگ انقلاب سے ڈرتے ہیں — پیٹی بورژوا عیسائی پادری، جنرل اسٹاف اور لکھ پتیوں کے اخبارات — وہ بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ یورپ میں انقلابی حالت کی علامتیں موجود ہیں۔

کیا یہ حالت عرصے تک جاری رہے گی، وہ اور کتنی زیادہ شدت اختیار کرے گی؟ کیا اس کا نتیجہ انقلاب کی صورت میں نکلے گا؟ یہ ایک ایسی بات ہے جو ہم نہیں جانتے، اور کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ صرف ترقی یافتہ طبقہ پرولیتاریہ کے انقلابی جذبے کے

۱۰

ارتقا کے دوران اور اپنے انقلابی اقدام کرنے کے عبور سے حاصل شدہ تجربہ اس کا جواب دے سکتا ہے۔ اس سلسلے میں کسی بھی ''خوش فہمیوں،، کی بات نہیں کی جا سکتی اور نہ ان کی تردید کرنے کی کیونکہ کسی اشتراکی نے کبھی یہ ضمانت نہیں دی کہ اس جنگ سے (اور نہ کہ دوسری سے)، آج کی انقلابی حالت سے (اور نہ کہ فردا سے) انقلاب پیدا ہوگا۔ ہم جو بحث کر رہے ہیں وہ تمام اشتراکیوں کا ناقابل تردید اور بنیادی فرض ہے — لوگوں پر عیاں کرنا کہ انقلابی حالت موجود ہے، اس کی وسعت اور گہرائی واضح کرنا، پرولیتاریہ کا انقلابی شعور اور انقلابی عزم بیدار کرنا، انقلابی اقدام کرنے کے لئے اس کی امداد کرنا اور اس مقصد کے لئے انقلابی حالت کی مناسبت سے تنظیموں کی تشکیل کرنا۔

کسی بھی بااثر یا ذمےدار اشتراکی نے اشتراکی پارٹیوں کے اس فرض پر شبہ کرنے کی جرأت نہیں کی ہے۔ ''خوش فہمیاں،، پیدا کئے یا انھیں دل میں جگہ دئے بغیر باسل کے منشور نے اشتراکیوں کا خاص طور پر یہی فریضہ بتایا ہے — عوام کو بیدار کرنا، انھیں ''متحرک کرنا،، (جارحانہ قوم‌پرستی کی لوری دینا نہیں جیسا کہ پلیخانوف، اکسلرود اور کاؤتسکی کر رہے ہیں)، بحران سے ''فائدہ اٹھانا،، تاکہ سرمایہ‌داری کا انہدام ''جلدی،، قریب آئے اور کمیون اور اکتوبر — دسمبر ۱۹۰۵ء کی مثالوں سے رہبری حاصل کرنا۔ موجودہ پارٹیوں نے یہ فرض پورا نہ کرکے غداری، سیاسی موت، اپنے کردار سے دستبرداری اور بورژوازی کی خاطر بےوفائی کا ثبوت دیا ہے۔

## ۳

لیکن یہ کیسے ہو سکا کہ دوسری انٹرنیشنل کے ممتازترین نمائندوں اور رہنماؤں نے اشتراکیت سے غداری کی؟ آئندہ ہم اس سوال پر تفصیل سے بحث کریں گے، ان کوششوں کا جائزہ لینے کے بعد جو اس غداری کو ''نظریاتی،، لبادہ پہنانے کے سلسلے میں کی جا رہی ہیں۔ ہم معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کے بنیادی نظریات



Scanned by CamScanner

کی خصوصیات بیان کریں گے۔ ان کے نمائندے پلیخانوف (جو بنیادی طور پر برطانوی فرانسیسی جارحانہ قوم پرستوں، ہنڈےمان اور ان کے نئے حامیوں کے دلائل دھراتے ہیں) اور کاؤٹسکی (جو زیادہ ''باریک،، استدلال پیش کرتے ہیں جن کا نظریاتی تبحر زیادہ گہرا نظر آتا ہے) قرار دئے جا سکتے ہیں۔

غالباً ان میں سب سے زیادہ بھونڈا نظریہ ''آکسانےوالا کون ہے،، کا ہے۔ اسے ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے: ہم پر حملہ ہوا ہے اور ہم اپنی مدافعت کر رہے ہیں؛ پرولیتاریہ کے مفاد کا تقاضہ ہے کہ یورپ میں امن توڑنےوالوں کو مناسب سزا دی جائے۔ ساری دنیا میں تمام حکومتیں جو اعلانات کر رہی ہیں اور سارے بورژوا اور سفلے اخبارات جو چیخ و پکار مچا رہے ہیں ان ہی کا یہ محض چربہ ہے۔ پلیخانوف سوقیت کے اس پامال ٹکڑے کو اپنے ناگزیر سخن ساز ''جدلیات،، کے حوالے سے سنوارنا چاہتے ہیں: وہ کہتے ہیں کہ ٹھوس حالت کا اندازہ لگانے کے لئے پہلے ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ جنگ کس نے شروع کی اور اسے سزا ملنی چاہیے۔ دوسری حالت پیدا ہونے تک تمام دوسرے مسائل کو توقف پر چھوڑ دینا چاہیے۔ (ملاحظہ ہو پلیخانوف کا کتابچہ ''جنگ،،، پیرس، ۱۹۱۴ء اور ''گولوس،، کے شماروں ۸۶ اور ۸۷ میں اکسلرود کے اس کے دھرائے ہوئے دلائل)۔ پلیخانوف نے جدلیات کی جگہ سوفسطائیت کو دینے کے شاندار کھیل میں ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ سوفسطائی کئی ''دلائل،، میں سے ایک کو پکڑ لیتا ہے۔ مدت ہوئی ہیگل نے بالکل بجا کہا تھا کہ دنیا میں کسی بھی بات کو ثابت کرنے کے لئے ''دلائل،، مل سکتے ہیں۔ جدلیات کا تقاضہ ہے کہ ایک معین معاشرتی مظہرا کا اس کے ارتقا میں کئی پہلوؤں سے مطالعہ کیا جائے اور بیرونی اور بظاہر بنیادی متحرک قوتوں کا، پیداوار قوتوں کے ارتقا اور طبقاتی جدوجہد کا پتہ لگایا جائے۔ پلیخانوف نے جرمن سوشل ڈیموکریٹک پریس سے ایک اقتباس حاصل کر لیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ جنگ سے پہلے خود جرمنوں نے تسلیم کیا تھا کہ آسٹریا اور جرمنی نے ''شروع کی،،، بس۔ وہ یہ حقیقت بیان نہیں کرتے کہ روسی اشتراکیوں نے گالیشیا، آرمینیا وغیرہ کو فتح کرنے کے زار کے منصوبوں

کا ہمیشہ پردہ چاک کیا۔ وہ کم از کم گذشتہ تین دھائیوں کی معاشی اور سفارتی تاریخ کا مطالعہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ تاریخ قطعی طور پر ثابت کرتی ھے کہ نوآبادیات پر قبضہ، بیرونی ممالک کی لوٹ کھسوٹ، زیادہ کامیاب حریفوں کا تختہ الٹنا اور ان کی تباھی، ان دونوں گروھوں کی سیاست کا محور رھا ھے جو اب برسر جنگ طاقتیں ھیں۔ *

---

*اس سلسلے میں ایک بہت سبق آموز کتاب ''فولاد اور سونے پر جنگ''، (لندن، ۱۹۱۴ء، کتاب پر مارچ ۱۹۱۴ء کی تاریخ ھے) قابل ذکر ھے۔ اسے برطانوی مجھول امن پسند (pacifist) بریلس فورڈ نے لکھا ھے جسے اپنے آپ کو اشتراکی کہنے پر کوئی اعتراض نہیں ھے۔ مصنف واضح طور پر سمجھتا ھے کہ اب قومی مسائل اھم نہیں رھے، وہ حل کر لئے گئے ھیں (صفحہ ۳۵)، یہ آج کے مسائل نہیں ھیں۔ ''جدید سفارت عملی کے سامنے مثالی سوال'' (صفحہ ۳٦) ھے بغداد ریلوے کا، اس کی پٹریوں کے ٹھیکے کا، مراکش کی کانوں کا وغیرہ۔ مصنف بجا طور پر اسے ''یورپی سفارت عملی کی حالیہ تاریخ کا انتہائی سبق آموز واقعہ'' قرار دیتا ھے کہ فرانسیسی محبان وطن اور برطانوی سامراجی کائیو کی کوششوں کے خلاف اس لئے لڑے (۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۳ء میں) کہ نوآبادیاتی حلقہ ھائے اثر کی تقسیم اور پیرس اسٹاک ایکسچنج میں جرمن ھنڈیوں کی شرح پر سمجھوتے کی بنیاد پر جرمنی سے تصفیہ کر سکیں۔ برطانوی اور فرانسیسی بورژوازی نے ایسے سمجھوتے کو ناکام بنا دیا (صفحات ۳۸ — ۴۰)۔ سامراج کا مقصد کمزور ملکوں میں سرمایہ برآمد کرنا ھے (صفحہ ۷۴)۔ برطانیہ کو اس سرمایے سے ۱۸۹۹ء میں ۹ کروڑ پونڈ یا ۱۰ کروڑ پونڈ منافع حاصل ھوا (جیفن) اور ۱۹۰۹ء میں ۱۴ کروڑ پونڈ (پیش)۔ ھم یہاں یہ اضافہ کر دیں کہ لائڈ جارج کی حالیہ تقریر میں یہ ۲۰ کروڑ پونڈ تھا جو لگ بھگ دو ارب روبل ھوا۔ خفیہ چالبازیاں، بڑے بڑے ترک حکام کی رشوت ستانی، ھندستان اور مصر میں برطانوی اشرافیہ کے نوجوان بیٹوں کے لئے بڑے بڑے عہدے — یہ ھیں بنیادی امتیازی خصوصیات (صفحات ۸۵ — ۸۷)۔ وہ لکھتا ھے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت کو اسلحہ جات



Scanned by CamScanner

جنگوں کے بارے میں جدلیات کا خاص مقالہ جسے پلیخانوف نے بورژوازی کو خوش کرنے کے لئے بڑے شرمناک طریقے سے مسخ کیا ہے یہ ہے کہ ''جنگ محض تسلسل ہے سیاست کا دوسرے (یعنی تشددآمیز) ذرائع سے''۔ یہ فارمولہ کلازوٹز* کا ہے جو

اور جنگوں سے فائدہ پہنچتا ہے لیکن اس اقلیت کی امداد ''طبقہ امرا'' اور مالی کاروباری کرتے ہیں۔ لیکن امن کے علمبرداروں کے پس پشت غیرمتحد لوگ ہیں (صفحہ ۹۳)۔ ایک مجہول امن پسند جو آج امن اور اسلحہ‌جات پر پابندی کی باتیں کرتا ہے کل ایسی پارٹی کا ممبر نظر آئےگا جس کا سارا انحصار جنگی ٹھیکیداروں پر ہوگا (صفحہ ۱۶۱)۔ اگر اتحاد ثلاثہ فتح یاب ہوتا ہے تو وہ مراکش پر قبضہ کرےگا اور ایران کو تقسیم کرےگا۔ اگر دوسرا فریق (۱۰) جیتتا ہے تو وہ طرابلس ہڑپ کرکے بوسنیا میں اپنی طاقت بڑھائےگا اور ترکی کو محکوم بنائےگا (صفحہ ۱۶۷)۔ مارچ ۱۹۰۶ء میں لندن اور پیرس نے روس کو کروڑوں فراہم کئے اور زارشاہی کی تحریک آزادی کو کچلنے میں امداد کی (صفحات ۲۸ — ۲۲۵)۔ آج کل برطانیہ ایران کا گلا گھونٹنے کے لئے روس کی مدد کر رہا ہے (صفحہ ۲۲۹)۔ روس نے بلقان کی جنگ اکسائی (صفحہ ۲۳۰)۔ یہ کوئی انکشاف نہیں ہے، یا ہے؟ یہ سب کے علم میں ہے اور تمام دنیا میں سوشل ڈیموکریٹک اخبارات اس کی ہزار بار تصدیق کر چکے ہیں۔ جنگ کے آغاز سے عین پہلے ایک برطانوی بورژوا یہ سب وضاحت سے دیکھتا ہے۔ ان سادہ اور عام طور پر جانے پہنچانے حقائق کے پس‌منظر میں کتنے مضحکہ‌خیز، کتنے پست ریاکار، کتنے بےلگام جھوٹ وہ نظریے نظر آتے ہیں جو پلیخانوف اور پوتریسوف جرمنی کے گناہ کے متعلق یا کاؤتسکی سرمایہ‌داری نظام میں ترک اسلحہ اور دیرپا امن کے ''امکانات'' کے بارے میں پیش کر رہے ہیں۔

* کارل فان کلازوٹز، «Vom Kriege» صفحات ۱۴۰ — ۱۳۹:
''یہ سب جانتے ہیں کہ جنگوں کا سبب حکومتوں اور قوموں کے درمیان صرف سیاسی تعلقات ہیں۔ لیکن ایک عام آدمی اس حالت کو اس طرح تصور کرتا ہے کہ گویا جنگ شروع ہونے سے یہ

جنگ کی تاریخ کا ایک عظیم‌ترین مصنف گزرا ہے۔ اس کی فکر کو ہیگل نے مہمیز دی تھی۔ یہی رویہ ہمیشہ مارکس اور اینگلس کا تھا جو ہر جنگ کو ایک معین دور میں متعلق طاقتوں — اور ان ممالک کے اندر مختلف طبقات — کی سیاست کا تسلسل خیال کرتے تھے۔

پلیخانوف کی بھونڈی جارحانہ قوم‌پرستی بالکل اسی نظریاتی نقطۂ نظر پر مبنی ہے جو کاؤٹسکی کی زیادہ لطیف اور میٹھی مصالحانہ جارحانہ قوم‌پرستی کی بنیاد بھی ہے جب وہ تمام ملکوں کے اشتراکیوں کی ''اپنے'' سرمایہ‌داروں کے حق میں غداری کو آشیرواد دینے کے لئے یہ دلائل پیش کرتا ہے:

> اپنی مادروطن کی مدافعت کرنے کا ہر شخص کو حق ہے اور اس کا فریضہ بھی۔ حقیقی بین‌الاقوامیت یہ ہے کہ اس حق کو تمام قوموں کے اشتراکیوں کے لئے تسلیم کر لیا جائے، ان میں وہ بھی شامل ہیں جو میری قوم کے خلاف برسر جنگ ہیں... (ملاحظہ ہو «Die Neue Zeit»، ۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء اور اسی مصنف کی دوسری تحریریں۔)

یہ بے‌مثال دلیل اشتراکیت کی ایسی ناقابل بیان عامیانہ بگاڑی ہوئی شکل ہے کہ اس کا بہترین جواب یہی ہو سکتا ہے کہ ولہیلم دوئم اور نیکولائی دوئم کو ایک طرف اور پلیخانوف اور کاؤٹسکی کو دوسری طرف کھڑا کرکے ایک تمغہ بنایا جائے۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ سچی بین‌الاقوامیت یہ ہے کہ ''مادروطن کی مدافعت'' کی خاطر اگر جرمن مزدور فرانسیسی مزدوروں پر اور فرانسیسی مزدور جرمن مزدوروں پر گولیاں برسائیں تو ہم اسے حق بجانب ثابت کریں!

---

تعلقات بالکل ختم ہو جاتے ہیں اور بالکل نئی صورت‌حال پیدا ہو جاتی ہے جس کے اپنے قوانین ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارا دعوی یہ ہے کہ جنگ سیاسی تعلقات کے محض تسلسل کے علاوہ اور کچھ نہیں جب دوسرے ذرائع دخل انداز ہو جاتے ہیں۔''

اگر ہم کاؤتسکی کے استدلال کی نظریاتی بنیاد کا قریب سے مطالعہ کریں تو اس میں وہی خیال آشکار ہوگا جس کا ۸۰ برس ہوئے کلازوٹز نے مذاق اڑایا تھا — یعنی جب جنگ چھڑ جاتی ہے تو قوموں اور طبقات کے درمیان تاریخی اعتبار سے قائم کئے ہوئے تمام سیاسی تعلقات ختم ہو جاتے ہیں اور ایک بالکل نئی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے! اب جو رہ جاتا ہے ''صرف،، وہ ہیں جو حملہ کرتے ہیں اور وہ جو اپنی مدافعت کرتے ہیں، ''صرف،، ''مادروطن کے دشمنوں،، کو بھگانے کے لئے! بڑی سامراجی طاقتوں کے ہاتھوں بےشمار قوموں پر ظلم، جو کرۂارض کی کل آبادی کا نصف سے زیادہ ہیں، لوٹ کھسوٹ کا حصہ‌بخرہ کرنے پر ان ملکوں کے بورژوازی کے درمیان رقابت، مزدور طبقے کی تحریک میں پھوٹ ڈالنے اور اسے کچلنے کی سرمایہ‌داروں کی خواہش — یہ سب باتیں پلیخانوف اور کاؤتسکی کے دائرہ علم سے یکایک غائب ہو گئیں، اگرچہ جنگ سے پہلے برسوں میں وہ خود یہی ''سیاست،، بیان کرتے آئے ہیں۔

اس سلسلے میں مارکس اور اینگلس کی تحریروں سے غلط حوالے معاشرتی جارحانہ قوم‌پرستی کے ان سرخیلوں کے خاص دلائل ہیں۔ پلیخانوف ۱۸۱۳ء میں پروشیا کی قومی جنگ کو یاد دلاتے ہیں اور ۱۸۷۰ء میں جرمنی کی قومی جنگ کو۔ کاؤتسکی بڑے عالمانہ انداز میں یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ مارکس نے ۱۸۵۴ء — ۵۵، ۱۸۵۹ء اور ۱۸۷۰ء — ۷۱ء کی جنگوں میں اسی سوال کی جانچ پڑتال کی تھی کہ کس کی کامیابی (کون سے بورژوازی کی کامیابی) زیادہ مطلوب ہے اور مارکسیوں نے بھی ۱۸۷۶ — ۷۷ء اور ۱۸۹۷ء کی جنگوں کے متعلق یہی رویہ اختیار کیا۔ تمام زمانوں میں سوفسطائیوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ ایسی مثالیں گناتے ہیں جن کا تعلق، اصولی طور پر بالکل مختلف حالات سے ہوتا ہے۔ ماضی کی جنگیں جن کا انھوں نے حوالہ دیا ہے کئی سال پرانی بورژوا قومی تحریکوں کی ''سیاست کا تسلسل،، تھا، یہ تحریکیں غیرملکی زنجیروں اور مطلق العنانی کے خلاف تھیں (ترک یا روسی)۔ اس زمانے میں صرف ایک سوال تھا: کس بورژوازی کی کامیابی کو ترجیح دی جائے۔ اس نوعیت کی جنگوں میں مارکسی پہلے سے عوام



Scanned by CamScanner

کو بیدار کر سکتے تھے، ان میں قومی نفرت پیدا کر سکتے تھے، جیسا کہ مارکس نے ۱۸۴۸ء میں اور بعد میں بھی روس کے خلاف جنگ لڑنے کی اپیل کی، اور جیسا کہ ۱۸۵۹ء میں اینگلس نے اپنے ظالموں، نپولین سوئم اور روسی زارشاھی* کے خلاف جرمن قومی نفرت بڑھائی۔

جاگیرداری اور مطلق العنانی کے خلاف جدوجہد کی ''سیاست کے تسلسل،،— آزادی کے لئے لڑنےوالی بورژوازی کی سیاست — کا مقابلہ فرسودہ یعنی سامراجی بورژوازی کی ''سیاست کے تسلسل،، سے کرنا، یعنی اس بورژوازی سے جو تمام دنیا کی لوٹ کھسوٹ مچا رہا ہے، ایسے رجعت پرست بورژوازی سے جو جاگیری زمینداروں سے ملی بھگت کرکے پرولیتاریہ کو کچلنے کی کوشش کرتا ہے، ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کھریا کا مقابلہ پنیر سے کیا جائے۔ یہ مقابلہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ روبیس پیر، گاری بالڈی اور ژیلیابوف جیسے ''بورژوازی کے نمائندوں،، کا میلیراں، سلاندرا اور گوچکوف کی طرح ''بورژوازی کے نمائندوں،، سے مقابلہ۔ ان عظیم بوژروا انقلابیوں کی تہ دل سے عزت کئے بغیر کوئی مارکسی نہیں ہو سکتا جنھیں

---

*مسٹر گاردینن نے اخبار ''ژیزن،، (۱۱) میں ''انقلابی جارحانہ قوم پرستی،، لیکن پھر بھی جارحانہ قوم پرستی کا نام مارکس کے اس رویے کو دیا ہے جو ۱۸۴۸ء میں ان یورپی قوموں کے خلاف انقلابی جنگ کے حق میں تھے جو انقلاب دشمن ثابت ہو گئی تھیں، یعنی ''سلاف اور خاص کر روسی،،۔ مارکس کی اس تنقید سے ایک بار پھر اس ''بائیں بازو کے،، اشتراکی انقلابی کی موقع پرستی ظاہر ہوتی ہے۔ (یا زیادہ درست ہوگا کہ غیرسنجیدگی)۔ ہم مارکسی انقلاب دشمن قوموں کے خلاف انقلابی جنگ کے ہمیشہ حامی رہے ہیں اور رہیں گے۔ مثال کے طور پر اگر ۱۹۲۰ء میں اشتراکیت امریکہ یا یورپ میں کامیاب ہو جائے اور پھر جاپان اور چین کے بسمارک ہمارے خلاف ہو جائیں — شروع میں سفارتی لحاظ سے — تو ہم ان کے خلاف حملہ اور انقلابی جنگ کی حمایت کریں گے۔ جناب گاردینن، آپ کے لئے یہ عجیب ہو سکتا ہے؟ لیکن آپ تو روپشین قسم کے انقلابی ہیں!



Scanned by CamScanner

اپنی بورژوا ''مادروطن،، کی نمائندگی کرنے کا عالمی تاریخی حق تھا جنھوں نے بےشمار نئی قوموں کو جاگیرداری کے خلاف جدوجہد کرتے وقت تہذیب یافتہ زندگی بسر کرنے کے لئے ابھارا۔ پلیخانوف اور کاؤتسکی کی سوفسطائیت کو حقارت سے دیکھے بغیر بھی کوئی مارکسی نہیں ہو سکتا جو جرمن سامراجیوں کے ہاتھوں بیلجیم کا گلا گھونٹنے یا آسٹریا اور ترکی کی لوٹ کھسوٹ کرنے پر برطانیہ، فرانس، روس اور اٹلی کے سامراجیوں سے معاہدے کی بابت ''مادروطن کے دفاع،، کی باتیں کرتے ہیں۔

معاشرتی جارحانہ قوم‌پرستی کا ایک اور ''مارکسی،، نظریہ ہے جو اس طرح کا ہے: سوشلزم کی بنیاد سرمایہ‌داری کی تیز رفتار ترقی پر ہے۔ میرے ملک کی فتح سے اس میں سرمایہ‌داری بڑھےگی اور چنانچہ اشتراکیت جلد آئےگی۔ میرے ملک کی شکست سے اس کی معاشی ترقی رک جائےگی چنانچہ اشتراکیت کی آمد بھی۔ روس میں استروویت کے اس نظریے کو ترقی پلیخانوف دیتے ہیں اور جرمنوں میں لینش وغیرہ۔ کاؤتسکی اس بھونڈے نظریے کی تنقید کرتا ہے — لینش کے برعکس جو اس کی کھلم کھلا مدافعت کرتا ہے اور کوناؤ کے برعکس بھی جو ڈھانک چھپا کر اس کی حمایت کرتا ہے۔ لیکن کاؤتسکی کا واحد مقصد زیادہ لطیف اور زیادہ سخن‌ساز جارحانہ قوم‌پرست نظریے کی بنیاد پر تمام دنیا کے معاشرتی جارحانہ قوم‌پرستوں میں موافقت پیدا کرنا ہے۔

ہمیں اس بھونڈے نظریے سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ استرووے کے ''تنقیدی نوٹ،، ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئے تھے۔ تب سے ان گذشتہ بیس برسوں میں روسی سوشل ڈیموکریٹ روشن خیال روسی بورژوازی کی اس ''عادت،، سے بخوبی واقف ہو گئے ہیں: ''مارکسزم،، کا لبادہ پہنا کر لیکن انقلابی مافیہہ سے اسے پاک صاف کرکے اپنے خیالات کو پیش کرنا اور اپنی خواہشات کی وکالت کرنا۔ استروویت صرف روسی مظہر نہیں ہے۔ جیسا کہ حالیہ واقعات نے اچھی طرح ثابت کر دیا ہے وہ بورژوا نظریہ‌دانوں کی ایک بین‌الاقوامی سعی ہے۔ اس کا مقصد مارکسزم کو ''نوازش،، سے ختم کرنا، بغلگیر ہوکر اسے کچل ڈالنا، مارکسزم کے ''تمام،، ''سچے سائنسی،، پہلوؤں کو، اس کے ''شورش‌پسند،، ''لفاظی کے،، ، ''بلانکوئیانہ

مار ڈالنا - بہ الفاظ دیگر وہ مارکسزم سے ایسی تمام باتیں لیتے ھیں جو اعتدال پسند بورژوازی کے لئے قابل قبول ھیں جن میں اصلاحات کے لئے جدوجہد، طبقاتی جدوجہد تک (پرولیتاری آمریت کے بغیر)، ''اشتراکی نصب العین،، کو ''عام طور پر،، تسلیم کرنا اور سرمایہ داری کی جگہ ''نیا نظام،، قائم کرنا شامل ھیں - وہ ''صرف،، مارکسزم کی زندہ روح، اس کا ''صرف،، انقلابی مافیہہ خارج کرتے ھیں -

مارکسزم پرولیتاریہ کی نجات کی تحریک کا نظریہ ھے - اس لئے یہ واضح ھے کہ طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں کو مارکسزم کی جگہ استرووویت کو دینے کے عمل پر انتہائی توجہ دینا چاھیے - اس عمل کی محرک قوتیں گوناگون اور بےشمار ھیں - یہاں ھم صرف تین خاص قوتوں کا ذکر کریں گے: (۱) سائنس کی ترقی ایسا روزافزوں مواد فراھم کر رھی ھے جس سے ثابت ھوتا ھے کہ مارکس صحیح ھیں - اس لئے ضروری ھو جاتا ھے کہ ان کے خلاف ریاکاری سے لڑا جائے — کھلم کھلا مارکسزم کے اصولوں کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ اسے قبول کرنے کا بہانہ بنایا جائے، سوفسطائیت کے ذریعے اسے بےجان کر دیا جائے اور اسے ایک ایسی مقدس ''شبیہ،، میں بدل دیا جائے جو بورژوازی کے لئے بےضرر ھو - (۲) سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں میں موقع پرستی پھیلنے سے مارکسزم کو ''نئے فیشن میں ڈھالنے،، کا رجحان پیدا ھوتا ھے - اس سے موقع پرستی کو ھر قسم کی رعایتیں دینے کا جواز ملتا ھے - (۳) سامراج کا یہ ایسا دور ھے جب دنیا مراعات رکھنے والی ''عظیم،، طاقتوں میں بٹ گئی ھے جو دوسری قوموں پر ظلم و ستم کرتی ھیں - مراعات اور ظلم سے جو لوٹ حاصل ھوتی ھے اس کا ایک حقیر حصہ پیٹی بورژوا کے بعض حصوں، مزدور طبقے کی اشرافیہ اور نوکرشاھی کی جھولی میں گر جاتا ھے - یہ پرتیں جو پرولیتاریہ اور محنت کش عوام میں چھوٹی سی اقلیت کی حیثیت رکھتی ھیں استرووویت کی طرف جھکتی ھیں - یہ اس لئے کہ اس سے انھیں تمام قوموں کے مظلوم لوگوں کے خلاف ''اپنے'' قومی بورژوازی کے ساتھ ملی بھگت کرنے کا جواز ملتا ھے - اس پر ھم بعد میں انٹرنیشنل کے انہدام کے وجوہ کے سلسلے میں روشنی ڈالیں گے -



Scanned by CamScanner

# ۲

معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کا انتہائی باریک بین نظریہ جس پر بڑی چابکدستی سے لیپاپوتی کرکے اسے سائنسی اور بین‌الاقوامی دکھایا گیا ہے ''بالائے سامراج'' کا نظریہ ہے۔ اس کا بانی کاؤتسکی ہے۔ خود مصنف کے الفاظ میں اس نظریے کی انتہائی واضح، بے کم و کاست اور تازہ‌ترین تعریف ملاحظہ ہو:

''برطانیہ میں تحفظات کی تحریک کا انحطاط، امریکہ میں بیرونی محصولات پر کمی، تخفیف اسلحہ کی جانب رجحانات، جنگ سے پہلے کے زمانے میں فرانس اور جرمنی سے سرمایے کی برآمد میں تیزی سے کمی، آخر میں مالی سرمایے کے مختلف گروہوں کا بین‌الاقوامی پیمانے پر باہمی اتصال — ان سب باتوں نے مجھے یہ سوچنے پر اکسایا ہے کہ کیا موجودہ سامراجی پالیسی کی جگہ نئی بالائے سامراجی پالیسی نہیں لے سکتی جو قومی مالی سرمایوں کی باہمی رقابتوں کے مقابلے میں بین‌الاقوامی طور پر متحد مالی سرمائے کے ذریعے دنیا کا مشترکہ استحصال کرے۔ ایسی نئی منزل قابل تصور ہے۔ کیا یہ عملاً شروع ہوگی؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے ابھی تک کافی تمہیدی اصولوں کی کمی ہے...'' («Die Neue Zeit»، شمارہ ۵، ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء، صفحہ ۱۴۴۔)

''...اس سلسلے میں موجودہ جنگ کی راہ اور نتیجہ فیصلہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مالی سرمایہ‌داروں کے درمیان قومی منافرت کے شعلے انتہائی حد تک بھڑکا کر، اسلحات کی دوڑ میں شدت پیدا کرکے اور دوسری عالمی جنگ کو ناگزیر بنا کر بالائے سامراج کی نازک کونپلوں کو بالکل خشک



Scanned by CamScanner

کر دے۔ ان حالات میں اپنے کتابچے ''اقتدار کا راستہ'' میں جس بات کی میں نے پیش گوئی کی تھی صحیح ثابت ہوگی، انتہائی ہولناک پیمانے پر۔ طبقاتی تضاد تیز سے تیزتر ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ سرمایہ‌داری کا اخلاقی زوال (لغوی معنوں میں ''کاروبار کا بند ہونا Abwirtschaftung'' دیوالیہ) شروع ہو جائے گا...'' (اس تصنع آمیز لفظ سے کاؤتسکی صرف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ ''مالی سرمایے اور پرولیتاریہ کے مابین درمیانی پرتوں'' یعنی ''دانشوروں، پیٹی بورژوازی یہاں تک کہ چھوٹے سرمایہ‌داروں'' کو سرمایہ‌داری سے ''نفرت'' ہے)۔ ''لیکن جنگ دوسری طرح بھی ختم ہو سکتی ہے۔ اس سے بالائے سامراج کی کمزور کونپلیں پروان بھی چڑھ سکتی ہیں۔ ...اس کے اسباق'' (اس پر غور کریں!) ''ایسے حالات پیدا کر سکتے ہیں جب ہمیں امن کی حالت میں طویل عرصے تک انتظار کرنا پڑے۔ اگر جنگ کا نتیجہ یہ نکلتا ہے، اقوام کے درمیان سمجھوتے، پائدار امن اور ترک اسلحہ کی صورت میں نکلتا ہے تب پھر وہ بدترین اسباب جنھوں نے جنگ سے پہلے سرمایہ‌داری کا اخلاقی زوال بڑھایا غائب ہو سکتے ہیں۔'' بلاشبہ نیا دور پرولیتاریہ کے لئے ''نئے مصائب'' لائے گا، ''غالباً بدتر'' لیکن ''وقتی طور پر'' ''بالائے سامراج'' ''سرمایہ‌داری کی حدود میں نئی امیدوں اور توقعات کا عہد شروع کر سکتا ہے۔'' (صفحہ ۱۴۵)

اس ''نظریے'' سے معاشرتی جارحانہ قوم‌پرستی کا جواز کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

''نظریے‌داں'' کے لئے ذرا یہ عجیب ہے، مندرجۂ ذیل طریقے سے:

جرمنی میں بائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹ کہہ رہے ہیں کہ سامراج اور اس سے پیدا ہونےوالی جنگیں اتفاقی نہیں بلکہ



Scanned by CamScanner

سرمایہ‌داری کی ناگزیر پیداوار ھیں جو مالی سرمایے کی حکمرانی کا باعث بنی ھیں۔ اس لئے جب نسبتاً پرامن ارتقا ختم ھو گیا ھے تو انقلابی عوامی جدوجہد اختیار کرنا ضروری ھے۔ ”دائیں بازو“ کے سوشل ڈیموکریٹ ڈھٹائی سے جواب دیتے ھیں: چونکہ سامراج ”ضروری“ ھے اس لئے ھمیں بھی سامراجی ھونا چاھیے۔ کاؤٹسکی ”مرکز“ کا رول ادا کرتا ھے اور ان دو نقطہ ھائے نظر میں مصالحت پیدا کرتا ھے۔

اپنے کتابچے ”قومی ریاست، سامراجی ریاست اور ریاستوں کی لیگ“ (نورنبرگ، ۱۹۱۵ء) میں وہ لکھتا ھے ”انتہائی بائیں بازووالے“ اشتراکیت کا ”موازنہ“ ناگزیر سامراج سے کرتے ھیں ”نہ صرف اشتراکیت کا پرچار جو ھم سرمایہ‌دارانہ غلبے کی تمام شکلوں کے مقابلے میں نصف صدی سے کر رھے ھیں بلکہ اشتراکیت کا فوری حصول۔ یہ بڑی انقلابی بات معلوم ھوتی ھے لیکن اس سے کوئی بھی جس کا اعتقاد اشتراکیت فوری عملی حصول پر نہیں ھے سامراج کی صفوں میں دھکیل دیا جائے گا۔“ (صفحہ ۱۷، لکیر ھماری ھے)۔

اشتراکیت کے فوری حصول کی باتیں کرکے کاؤٹسکی حیلے سے کام لے رھا ھے۔ وہ اس حقیقت سے فائدہ اٹھا رھا ھے کہ جرمنی میں فوجی سنسر کی وجہ سے انقلابی اقدام کی بابت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کاؤٹسکی کو اچھی طرح معلوم ھے کہ بایاں بازو ”اشتراکیت کے فوری عملی حصول“ کا نہیں بلکہ پارٹی سے اس بات کا مطالبہ کر رھا ھے کہ انقلابی اقدام کی تیاری کے لئے فوراً پروپیگنڈہ کیا جائے، اور اس اقدام کی تیاری کی جائے۔

اس حقیقت سے کہ سامراج کی ضرورت ھے بایاں بازو انقلابی اقدام کی ضرورت کا نتیجہ نکالتا ھے۔ ”بالائے سامراج کے نظریے“ سے کاؤٹسکی کو موقع پرستوں کا جواز پیش کرنے میں مدد ملتی ھے۔ وہ حالت کو اس طرح پیش کرتا ھے کہ یہ تاثر نہ ھو کہ وہ بورژوازی سے مل گئے ھیں بلکہ محض وہ یہ ”نہیں مانتے“ کہ



Scanned by CamScanner

اشتراکیت فوراً حاصل کی جا سکتی ہے۔ ان کی توقعات یہ ہیں کہ ترک اسلحہ اور پائدار امن کا ایک نیا ''دور'' شروع ''ہوسکے''۔ اس ''نظریے'' کا لب لباب یہ ہے اور صرف یہی ہو سکتا ہے: کاؤتسکی سرمایہ‌داری کے نئے پرامن دور کی امید سے فائدہ اٹھا رہا ہے تاکہ وہ باسل کی تجویز کے سنجیدہ اعلان کے باوجود موقع پرستوں اور سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے بورژوازی کے ساتھ متحد ہونے کو، اور موجودہ طوفانی عہد میں انقلابی یعنی پرولیتاری طریقۂ کار مسترد کرنے کو جائز ثابت کر سکے!

ساتھ ہی کاؤتسکی نہیں بتاتا کہ یہ نیا دور مخصوص معین حالات سے پیدا ہوا ہے جو لازمی طور پر ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس وہ کھلم کھلا کہتا ہے کہ وہ ہنوز یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ نیا دور ''قابل حصول'' ہے یا نہیں۔ نئے دور کے ''رجحانات'' پر غور کیجئے جن کا اشارہ کاؤتسکی نے کیا ہے۔ حیرت کا مقام ہے کہ مصنف نے معاشی حقائق میں ''ترک اسلحہ کا رجحان'' بھی شامل کر دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ معصوم سوفسطائی باتوں اور یوٹوپیاؤں کے ذریعے کاؤتسکی ان ناقابل‌تردید حقائق کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہے جو تضاد کم ہونے‌والے نظریے کے لئے بالکل موزوں نہیں ہیں۔ کاؤتسکی کے ''بالائے سامراج'' — اس اصطلاح سے بالکل پتہ نہیں چلتا کہ مصنف کہنا کیا چاہتا ہے — کا مطلب تضادات میں زبردست کمی ہے۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ ''برطانیہ اور امریکہ میں تحفظات کم ہو رہے ہیں''۔ لیکن نئے عہد کی جانب رجحان کہاں ہے؟ امریکہ میں انتہائی قسم کے تحفظات کم ہو گئے ہیں، لیکن تحفظات باقی ہیں، اسی طرح جیسے برطانوی نوآبادیات میں برطانیہ کی مراعات اور ترجیحی محصولات موجود ہیں جو اس کے حق میں مفید ہیں۔ ہم یاد کریں کہ سرمایہ‌داری کا گذشتہ اور ''پرامن'' دور سے موجودہ اور سامراجی دور تک عبور کس پر مبنی تھا: آزاد مقابلے کی جگہ اجارہ‌دارانہ سرمایہ‌دار اجتماعوں نے لےلی۔ اور دنیا تقسیم ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں حقائق (اور عناصر) عالمی اہمیت کے حامل ہیں: آزاد تجارت اور پرامن مقابلہ اس وقت تک ممکن اور ضروری تھا جب تک سرمایہ اس قابل تھا کہ بلا مزاحمت اپنی نوآبادیات بڑھائے، افریقہ وغیرہ

میں غیرمقبوضہ سرزمینوں کو زبردستی حاصل کر لے اور جب تک سرمایے کا ارتکاز کمزور تھا اور اجارہ‌دار کمپنیاں وجود میں نہیں آئی تھیں، یعنی اتنے قدوقامت کی جو صنعت کی پوری ایک شاخ پر غالب ہو سکیں - ایسی اجارہ‌دار کمپنیوں کے ظہور اور اضافے کی وجہ سے (کیا یہ عمل برطانیہ اور امریکہ میں رک گیا ہے؟ کاؤٹسکی تک اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جنگ نے اسے مزید بڑھا دیا ہے) گذشتہ زمانے کی آزاد مقابلہ بازی نا ممکن ہو گئی ہے - انہوں نے اس کی بنیاد ہی ختم کردی ہے - اور دنیا کی تقسیم سرمایہ‌داروں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ نوآبادیات اور حلقہ‌ہائے اثر کی ازسرنو تقسیم کےلئے پرامن توسیع کے بجائے مسلح جدوجہد اختیار کریں - یہ سوچنا مضحکہ‌خیز ہے کہ دو ملکوں میں تحفظات کم ہونے سے اس رجحان میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے -

ہمیں چند برسوں میں دو ملکوں سے سرمایے کی برآمد گھٹنے کی بھی مزید تفتیش کرنا چاھیے - ھارمس کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۱۲ء میں ان دو ملکوں جرمنی اور فرانس کا بیرونی ملکوں میں سرمایہ لگ بھگ ۳۰ ارب مارک (تقریباً ۱۷ ارب روبل) تھا اور برطانیہ کا اس رقم سے دو گنا - * سرمایہ‌داری میں سرمایے کی برآمد میں اضافہ کبھی یکساں نہیں ہوتا، اور نہ ہی ایسا ہوسکتا ہے - کاؤٹسکی یہ بھی بتانے کی جرأت نہیں کرتا کہ سرمایے کا اجتماع کم ہو گیا ہے، یا قوت‌منڈی کی صلاحیت میں اہم تبدیلی ہو گئی ہے، عوام کے حالات زندگی بہت بہتر ہونے کے سبب سے - ان حالات میں کئی برسوں تک دو ملکوں سے سرمایے کی برآمد میں کمی کا مطلب نئے دور کی آمد نہیں ہو سکتا -

---

* ملاحظہ ہو برن‌ھارڈ ھارمس کی تصنیف «Probleme der Weltwirtschaft» (''عالمی معیشت کے مسائل'') ییِنا، ۱۹۱۲ء اور «Journal of the Royal Statistical Society» میں ۱۱—۱۹۱۰ء میں جارج پیش کا مضمون ''نوآبادیات وغیرہ میں برطانیہ کی سرمایہ کاری'' - ۱۹۱۵ء کی ابتدا میں لائڈ جارج نے اپنی تقریر میں بیرونی ممالک میں برطانیہ کا سرمایہ ۴ ارب پونڈ، یعنی لگ بھگ ۸۰ ارب مارک بتایا -



Scanned by CamScanner

''مالی سرمایے کے مختلف گروہوں کا بین‌الاقوامی پیمانے پر باہمی مخلوط ہونے میں اضافہ،، یہ واحد حقیقی عام اور مسلمہ رجحان ہے - لیکن یہ چند برسوں اور دو ملکوں تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام سرمایہ‌دار دنیا پر حاوی ہے - لیکن اس رجحان سے ترک اسلحہ کے بجائے اسلحات کی دوڑ کیوں نہ بڑھے، جیسا کہ ابھی تک ہوتا آیا ہے؟ عالمی شہرت کی مالک کسی بھی توپیں (اور عام طور پر ہتیار) بنانےوالی فرم کو لیں، مثال کے طور پر آرم‌اسٹرانگ کو - برطانوی رسالے ''اکونومسٹ،، نے (یکم مئی ۱۹۱۵ء) اعداد و شمار شائع کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فرم کا منافع ۱۹۰۵ء — ۶ میں ۶ لاکھ ۶ ہزار پونڈ (تقریباً ۶۰ لاکھ روبل)، سے ۱۹۱۳ء میں ۸ لاکھ ۵۶ ہزار پونڈ اور ۱۹۱۴ء میں ۹ لاکھ ۴۰ ہزار پونڈ (۹۰ لاکھ روبل) تک بڑھ گیا - یہاں مالی سرمایے کا مخلوط ہونا بہت واضح ہے اور یہ عمل بڑھ رہا ہے - جرمن سرمایہ‌داروں کے برطانوی فرموں میں حصص ہیں - برطانوی‌فرمیں آسٹریا کے لئے آبدوز کشتیاں بنا رہی ہیں، وغیرہ - عالمی پیمانے پر مربوط ہوکر سرمایہ ہتیاروں اور جنگوں پر پھول پھل رہا ہے - یہ سمجھنا کہ انفرادی قومی سرمایوں کا بین‌الاقوامی پیمانے پر ایک واحد سرمایے میں مربوط اور مخلوط ہونے کا لازمی نتیجہ ترک اسلحہ کی جانب معاشی رجحان ہوتا ہے، دراصل اس پارسا عامیانہ خواہش کا اظہار ہے کہ طبقاتی تضادات کی حقیقی شدت کے بجائے یہ تضادات کند ہو جائیں -

# ۵

کاؤتسکی جنگ کے ''اسباق،، کے بارے میں بالکل عامیانہ ذہنیت کے مطابق کہتا ہے - وہ جنگ کی ہولناکیوں کو اخلاقی کراہت کی روشنی میں پیش کرتا ہے - مثلاً اپنے کتابچے ''قومی ریاست،، وغیرہ میں لکھتا ہے:

> ''اس میں کوئی شبہ نہیں اور اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہیں کہ آبادی کی کئی پرتوں کو



Scanned by CamScanner

عالمی امن اور ترک اسلحہ سے بڑی دلچسپی ہے۔ پیٹی بورژوازی، چھوٹے کسان، یہاں تک کہ کئی سرمایہ دار اور دانشور ان مفادات کے ذریعے سامراج سے بندھے ہوئے نہیں ہیں جو اس نقصان سے زیادہ بھاری ہوں جو جنگ اور اسلحات انہیں پہنچاتے ہیں۔،، (صفحہ ۲۱)

یہ فروری ۱۹۱۵ء میں لکھا گیا ہے! حقائق دکھاتے ہیں کہ تمام صاحب جائداد طبقے جن میں پیٹی بورژوازی اور ''دانشور،، بھی شامل ہیں اکٹھے ہوکر سامراج کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اس کے باوجود کاؤٹسکی گلوبندوالے آدمی (۱۲) کی طرح غیر معمولی تنگ نظری اور میٹھے جملوں کی مدد سے حقائق کو نظر انداز کر رہا ہے۔ وہ پیٹی بورژوا کے مفادات کو ان کے عمل سے نہیں بلکہ ان میں سے بھی چند کے الفاظ کی روشنی میں دیکھتا ہے، حالانکہ ہر قدم پر ان کا عمل ان الفاظ کی تردید کرتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہوا جیسے کہ بورژوازی کے ''مفادات،، کو عام طور سے، اس کے عمل سے نہیں، بلکہ بورژوا پادریوں کی فیض رسان تقریروں سے دیکھیں جو قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ موجودہ نظام عیسائیت کے آدرشوں سے معمور ہے۔ کاؤٹسکی مارکسزم کا اطلاق اس طرح کرتا ہے کہ اس کا تمام مافیہہ ختم ہو جاتا ہے۔ جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ''مفادات،، کا چمکیلا لفظ ہے اور وہ بھی مافوق الفطرتی اور غیردنیاوی معنوں میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حقیقی معاشیات پر نہیں بلکہ عام بہبودی کی نیک خواہشات پر مبنی ہے۔

مارکسزم طبقاتی تضاد اور طبقاتی جدوجہد کے مطابق ''مفادات،، کا تخمینہ لگاتا ہے جن کا اظہار روزمرہ کی زندگی میں لاکھوں حقائق میں ملتا ہے۔ پیٹی بورژوا تضادات کی کمی کے متعلق بڑبڑاتے ہیں، ان کا خواب دیکھتے ہیں۔ وہ یہ ''دلیل،، پیش کرتے ہیں کہ تضادات کے بڑھنے سے ''نقصان‌دہ نتائج،، نکلیں گے۔ سامراج کا مطلب ہے مالی سرمایے کے تحت صاحب جائداد طبقات کی تمام پرتوں کی ماتحتی اور ان پانچ یا چھ ''عظیم،، طاقتوں کے درمیان دنیا کی تقسیم جن کی اکثریت اس جنگ میں شریک ہے۔ عظیم طاقتوں کے درمیان دنیا کی تقسیم کا مطلب ہے کہ ان کے تمام صاحب جائداد طبقات

2*

کو نوآبادیات پر قبضہ کرنے، حلقہ ھائے اثر قائم کرنے، دوسری قوموں کو کچلنے، بڑے یا چھوٹے عہدے اور مراعات حاصل کرنے سے دلچسپی ہے جو ''عظیم،، طاقت اور ظالم قوم* کا حصہ ھیں۔

سرمایہ‌داری کی جو مسلسل بڑھ رھی ہے اور بتدریج نئے ملکوں میں پھیل رھی ہے نسبتاً پرسکون، متمدن اور پرامن حالت میں زندگی پرانے ڈھرے پر نہیں چل سکتی کیونکہ ایک نیا دور آن پہنچا ہے۔ سالی سرمایہ عظیم طاقتوں کی صفوں سے ایک مخصوص ملک کو نکال باھر کرتا ہے، اسے مکمل طور پر نکال باھر کرے گا، اسے اپنی نوآبادیات اور حلقۂ اثر سے محروم کر دے گا (جیسا کہ جرمنی جو برطانیہ کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے، دھمکی دے رہا ہے)۔ اس طرح اس ملک کا پیٹی بورژوازی ''حکمراں قوم'' کی مراعات اور فاضل آمدنیوں سے محروم ہو جائے گا۔ جنگ نے اسے ثابت کر دیا ہے۔ یہ نتیجہ ہے تضادات کے بڑھنے کا جسے سب مدت ہوئی

---

*شولٹزے لکھتا ہے کہ ۱۹۱۵ء میں تمام دنیا میں ھنڈیوں کی قیمت ۷ کھرب ۳۲ ارب فرانک تھی جن میں ریاست اور میونسپلٹی کے قرضے، رھن اور تجارتی اور صنعتی کارپوریشنوں وغیرہ کے حصص شامل تھے۔ اس رقم میں برطانیہ کا حصہ ایک کھرب ۳۰ ارب، ریاستہائے متحدہ امریکہ کا ایک کھرب ۱۰ ارب، فرانس کا ایک کھرب اور جرمنی کا ۷۵ ارب تھا، یعنی تمام چار عظیم طاقتوں کا حصہ ۴ کھرب ۲۰ ارب فرانک تھے، کل رقم کا آدھے سے زیادہ۔ اس سے ان سرکردہ عظیم طاقتوں کی برتریوں اور مراعات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو دوسروں سے آگے بڑھ گئی ھیں اور ان پر ظلم کر رھی اور لوٹ کھسوٹ رھی ھیں۔ (Dr. Ernst Schultze, «Das französische Kapital in Russland» ''روس میں فرانسیسی سرمایہ،، in «Finanz-Archiv», Berlin, 1915) ایک عظیم طاقت کے لئے ''مادروطن کی مدافعت،، کا مطلب بیرونی ممالک کو لوٹنے کھسوٹنے میں حصہ لینے کے حق کی مدافعت ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے روس میں فوجی جاگیردارانہ سامراج کے مقابلے میں سرمایہ‌دارانہ سامراج کمزور ہے۔



Scanned by CamScanner

تسلیم کر چکے ھیں - کاؤٹسکی نے بھی اسے اپنے کتابچے ''اقتدار کا راستہ،، میں تسلیم کیا ھے -

اب جب کہ عظیم طاقتی مراعات کے لئے مسلح تصادم ایک حقیقت بن گیا ھے تو کاؤٹسکی سرمایہ‌داروں اور پیٹی بورژوازی کو اس پر آمادہ کرنا چاھتا ھے کہ وہ جنگ کو ھولناک اور ترک اسلحہ کو مفید مانیں - اور یہ بالکل اسی طرح اور ویسے ھی نتائج کے ساتھ کیا جا رھا ھے جیسا کہ عیسائی پادری منبر سے وعظ دیتے ھوئے سرمایہ‌داروں کو یہ یقین دلانے پر آمادہ کرتا ھے کہ اپنے ساتھی انسان سے محبت خدا کی حکمرانی ھے اور ساتھ ھی روح کا اشتیاق اور تہذیب کا اخلاقی قانون بھی - کاؤٹسکی جسے ''بالائے سامراج،، کی جانب معاشی رجحان کہتا ھے درحقیقت مالی کاروباریوں سے ایسی ھی پیٹی بورژوا نصیحت کرنا ھے کہ وہ گناہ کرنا چھوڑ دیں -

سرمایے کی برآمد؟ لیکن زیادہ سرمایہ نوآبادیات کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ امریکہ جیسے آزاد ملکوں کو برآمد کیا جا رھا ھے - نوآبادیات پر قبضہ؟ لیکن ان سب پر قبضہ ھو چکا ھے اور تقریباً سب اپنی آزادی کے لئے کوشاں ھیں - ''ھندستان برطانوی مقبوضہ نہ رھے، لیکن ایک سالم سلطنت کی طرح وہ کسی بھی بیرونی طاقت کے پنجے میں نہیں آئے گا - ،، (مندرجۂ بالا کتابچہ، صفحہ ۴۹) - ''اگر کوئی صنعتی سرمایہ‌دار ریاست یہ کوشش کرےگی کہ وہ اپنے لئے نوآبادیاتی سلطنت حاصل کرکے خام مال کے معاملے میں دوسرے ملکوں سے آزاد ھو جائے تو اس کے خلاف دوسری تمام سرمایہ‌دار ریاستیں متحد ھو جائیں‌گی اور اسے مسلسل اور تھکا دینےوالی جنگوں میں پھانس لیں‌گی - اس طرح اس صنعتی سرمایہ‌دار ریاست کا خواب شرمندہ‌تعبیر نہ ھوگا - ایسی پالیسی وہ قطعی راہ ھوگی جو اس ریاست کی تمام معاشی زندگی کا دیوالہ نکال دےگی - ،، (صفحات ۷۲ - ۷۳)

کیا یہ مالی کاریاریوں کو سامراج سے دستبردار ھونے پر آمادہ کرنے کی عامیانہ کوشش نہیں ھے؟ سرمایہ‌داروں کو دیوالے کے امکان سے ڈرانے کی کوشش ایسا ھی ھے جیسے اسٹاک اکسچینج میں حصص پر سٹہ کھیلنے کے خلاف مشورہ دینا، یہ کہہ کر کہ اس سے ''کئی لوگوں کی قسمتیں بگڑ جاتی ھیں،، - سرمایے کو

2—2991



Scanned by CamScanner

ایک حریف سرمایہ‌دار یا حریف قوم کے دیوالے سے فائدہ ہوتا ہے کیوں کہ اس طرح سرمایہ زیادہ مرکوز ہو جاتا ہے۔ لہذا معاشی مقابلہ یعنی رقیب کو دیوالے کی جانب معاشی طور سے دھکیلنا جتنا زیادہ شدید اور ''تیز'' ہوتا ہے، تو سرمایہ‌دار اپنے حریف کو اس سمت دھکیلنے کے لئے فوجی دباؤ بھی شامل کرنے کی اتنی ہی کوشش کرتے ہیں۔ جب ایسے ملکوں کی تعداد کم ہوتی ہے جہاں سرمایہ برآمد کرنا اتنا ہی مفید ہے جتنا کہ نوآبادیات میں یا ایسی ماتحت ریاستیں جیسی کہ ترکی — کیوں کہ ایسی صورتوں میں ریاستہائے متحدہ امریکہ جیسے آزاد مہذب ملک میں سرمایے کی برآمد کے مقابلے میں سرمایہ کار کو تین گنا منافع ملتا ہے — تو پھر ترکی، چین وغیرہ کو غلام بنانے اور انہیں تقسیم کرنے کی جدوجہد بھی زیادہ خونخوار ہو جاتی ہے۔ مالی سرمایے اور سامراج کے دور کی بابت معاشی نظریہ یہی آشکار کرتا ہے۔ حقائق یہی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن کاؤٹسکی ہر چیز کو گھٹیا پیٹی بورژوا ''اخلاق'' میں بدل دیتا ہے: ترکی کی تقسیم یا ہندستان پر قبضے کے سلسلے میں جوش میں آ جانا مفید نہیں ہے اور جنگ پر اتر آنا تو اور بھی مفید نہیں ہے کیوں کہ ''عرصے تک انہیں اپنی مٹھی میں نہیں رکھا جا سکتا''، اس کے علاوہ سرمایہ‌داری کو پرامن طرح سے ترقی دینا بہتر ہے... بلاشبہ، اجرتوں میں اضافہ کرکے سرمایہ‌داری کو ترقی دینا اور قومی منڈی کو وسیع کرنا اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ یہ بالکل ''قابل فہم'' ہے اور سرمایہ کاروں کو وعظ دینے کے لئے پادریوں کو اس سے زیادہ موزوں موضوع اور کونسا مل سکتا ہے... نیک کاؤٹسکی جرمن سرمایہ‌کاروں کو تقریباً یہ باور کرا چکا ہے کہ نوآبادیات پر برطانیہ سے جنگ کرنا مفید نہیں ہے کیونکہ بہرحال یہ نوآبادیات جلد آزادی حاصل کر ہی لیں‌گی!..

۱۸۷۲ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان مصر کے ساتھ برطانیہ کی برآمد اور درآمد میں اضافہ برطانیہ کی کل برآمد اور درآمد میں عام اضافے کے مطابق کم تھا۔ ''مارکسیسٹ'' کاؤٹسکی اس سے یہ اخلاقی نتیجہ نکالتا ہے: ''ہمارے لئے یہ فرض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ فوجی قبضے کے بغیر محض معاشی عناصر کے عمل کے نتیجے میں مصر کے ساتھ برطانیہ کی تجارت کم ہوتی'' (صفحہ ۷۲)۔ ''سرمایے



Scanned by CamScanner

کی توسیع کی ترغیب... کو سامراج کے تشددآمیز طریقوں سے نہیں بلکہ پرامن جمہوریت کے ذریعے بہترین طور پر بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ " (صفحہ ۷۰)

کتنے غضب کا سنجیدہ، علمی اور "مارکسی" تجزیہ ہے! کاؤٹسکی نے اس بےعقل تاریخ کی بڑی شان سے "اصلاح" فرمائی ہے۔ اس نے "ثابت" کیا ہے کہ برطانیہ کو فرانس سے مصر لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور جرمن سرمایہ‌کاروں کے لئے بھی یہ بالکل مفید نہ تھا کہ انھوں نے جنگ شروع کی، ترک مہم منظم کی اور برطانیہ کو مصر سے بھگانے کے لئے دوسری تدابیر اختیار کیں۔ یہ سب محض غلط فہمی ہے — برطانیہ پر ابھی تک یہ عیاں نہیں ہوا ہے کہ اس کے لئے "بہتر" یہی ہے کہ مصر میں تشددآمیز طریقے چھوڑ دے اور "پرامن جمہوریت" اختیار کرے (تاکہ کاؤٹسکی کے خیال کے مطابق سرمایہ کی برآمد میں اضافہ ہو!)

"بلاشبہ بورژوا آزاد تاجروں کا یہ خیال خوش‌فہمی تھا کہ کھلی تجارت سے وہ تضاد بالکل مٹ جائیں گے جنھیں سرمایہ‌داری جنم دیتی ہے۔ انھیں نہ تو کھلی تجارت مٹا سکتی ہے اور نہ جمہوریت۔ ہم ہر لحاظ سے ان تضادات کو جدوجہد کے ذریعے مٹانا چاہتے ہیں جسے ایسی شکلوں میں کیا جائے جو عوام‌الناس پر کم سے کم مصائب اور قربانیاں لادیں۔ " (صفحہ ۷۳)

یا اللہ مدد! یا اللہ رحم! عامیانہ آدمی کون ہے؟ لاسال یہ سوال کیا کرتا تھا اور ایک مشہور شاعر کے الفاظ نقل کرکے اس کا جواب دیتا تھا: "عامیانہ آدمی ایک ایسی شے ہے جو تمام باتوں سے عاری ہے، سوائے اس خوف اور امید کے کہ خدا اس پر رحم کرے گا۔ " (۱۳)

کاؤٹسکی نے مارکسزم کی ایسی عصمت فروشی کرکے ذلیل کیا ہے جیسے کسی نے نہ کیا ہوگا اور خود پکا پادری بن گیا ہے۔ آخرالذکر سرمایہ‌داروں کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ پرامن جمہوریت



Scanned by CamScanner

اختیار کریں۔ اور اسے وہ جدلیات کہتا ہے: وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر ابتدا میں کھلی تجارت تھی اور پھر اجارہ داریاں اور سامراج آیا تو ''بالائے سامراج،، اور پھر دوبارہ کھلی تجارت کیوں نہ ہو؟ یہ پادری مظلوم عوام الناس کو ''بالائے سامراج،، کی برکتیں بتا کر دلاسا دیتا ہے، اگرچہ اس میں یہ کہنے کی جرأت نہیں ہے کہ آیا وہ ''حاصل،، بھی کی جا سکیں گی! ایک بار بعض لوگوں نے مذہب کی مدافعت اس بنیاد پر کی کہ اس سے عوام کا دلاسا ہو جاتا ہے۔ فائرباخ نے اس کا بالکل صحیح جواب دیا: جو بھی غلام کو غلامی کے خلاف بیدار کرنے کے بجائے اسے دلاسا دیتا ہے وہ غلام کے آقا کی مدد کرتا ہے۔

تمام ظالم طبقات کو اپنی حکمرانی جمانے کے لئے دو معاشرتی کار منصبی کی ضرورت ہوتی ہے: جلاد کا کارِمنصبی اور پادری کا کارِمنصبی۔ جلاد مظلوم لوگوں کے احتجاج اور نفرت کو کچلتا ہے۔ پادری کا کام یہ ہے کہ مظلوموں کو تسلی دے، طبقاتی حکمرانی برقرار رہنے کے حدود میں ایسا مستقبل پیش کرے جب ان کے مصائب اور قربانیاں کم ہو جائیں گی (یہ خاص طور پر آسان ہے کیوں کہ اس کی ضمانت نہیں دینا پڑتی کہ یہ امکانات ''حاصل،، ہوں گے)۔ اس طرح مظلوم لوگ طبقاتی حکمرانی سے مصالحت کر لیں گے، انھیں انقلابی اقدام سے ہٹا دیا جائے گا، ان کی انقلابی روح نکال دی جائے گی، ان کا انقلابی عزم ختم کر دیا جائے گا۔ کاؤٹسکی نے مارکسزم کو انتہائی کریہہ اور احمقانہ انقلاب دشمن نظریے میں، بدترین قسم کی کلیسائیت میں تبدیل کر دیا ہے۔

۱۹۰۹ء میں اس نے اپنے کتابچے ''اقتدار کا راستہ،، میں یہ تسلیم کیا تھا کہ سرمایہ داری میں تضادات ناقابلِ تردید طور پر شدید ہوتے جا رہے ہیں، جنگوں اور انقلابات کا دور، ایک نیا ''انقلابی دور،، قریب آ رہا ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ کوئی انقلاب ''قبل از وقت،، نہیں ہوتا، اور مسلح بغاوت میں فتح کے امکان کے ملحوظ نہ رکھنے کو ''ہمارے مقصد سے براہ راست غداری،، قرار دیا تھا، اگرچہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے شکست کے امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جنگ چھڑنے سے تضاد اور بھی زیادہ شدید ہو گئے ہیں۔



Scanned by CamScanner

عوام‌الناس کے مصائب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جنگ کا خاتمہ نظر نہیں آتا، وہ وسیع‌تر ہوتی جا رہی ہے۔ کاؤٹسکی کتابچے پر کتابچہ لکھ رہا ہے، بزدلی سے سنسر کے احکام کے سامنے سر جھکا رہا ہے، زبردستی دوسروں کی زمین پر قبضہ کرنے کے واقعات، جنگ کی ہولناکیوں، جنگی ٹھیکیداروں کی شرمناک منافع‌خوری، ضروریات زندگی کی قیمتیں بڑھنے، اسلحات کے کارخانوں میں کام کرنےوالے مزدوروں کی ''غلاموں جیسی حالت'' کے بارے میں ایک لفظ نہیں لکھتا۔ اس کے بجائے وہ پرولیتاریہ کو تسلی دے رہا ہے۔ یہ وہ ایسی جنگوں کی مثال دےکر کر رہا ہے جب بورژوازی انقلابی اور ترقی‌پسند تھا، جن کے متعلق ''خود مارکس'' نے ایک یا دوسرے بورژوازی کی کامرانی چاہی تھی۔ اس کی تائید میں وہ اعداد و شمار کے پہاڑ نقل کرتا ہے کہ سرمایہ‌داری نوآبادیات کے بغیر، دوسروں کی لوٹ کھسوٹ کئے بنا، بلاجنگوں اور اسلحات کے ''ممکن'' ہے اور ''پرامن جمہوریت'' کو ترجیح دینا چاہیے۔ وہ اس سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ عوام الناس کے مصائب شدید سے شدیدتر ہوتے جا رہے ہیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے انقلابی حالت پیدا ہو رہی ہے (اس کے بارے میں ایک لفظ زبان سے نہیں نکالنا چاہیے کیوں‌کہ سنسر اس کی اجازت نہیں دیتا!)۔ لیکن کاؤٹسکی بورژوازی اور موقع‌پرستوں کی فرمانبرداری کی خاطر نئے دور میں جدوجہد کی شکلوں کے ایسے ''امکانات'' پیش کرتا ہے (وہ اس کی ضمانت نہیں دیتا کہ وہ ''حاصل'' ہوں‌گے) جن میں ''کم مصائب اور قربانیاں'' برداشت کرنا پڑیں‌گے۔ فرانز مہرنگ اور روزا لکسمبرگ نے اسی وجہ سے بالکل بجا طور پر کاؤٹسکی کو بازاری عورت کہا ہے ''Mädchen für alle''۔

* * *

اگست ۱۹۰۵ء میں روس میں انقلابی حالت موجود تھی۔ عوام کو تسلی دینے کے لئے جو بےچینی میں مبتلا تھے زار نے بولیگن دوما (۱۴) منعقد کرنے کا وعدہ کیا۔ اگر ہتیاروں کو سرمایہ کاروں کے خیرباد کہنے اور ''دیرپا امن'' پر ان کی رضامندگی کو ''بالائے سامراج'' کہا جا سکتا ہے تو مشاورتی پارلیمانی، نمائندگی



Scanned by CamScanner

کی بولیگن حکمرانی کو ''بالائے مطلق العنانی،، کہہ سکتے ھیں۔ ایک لمحے کے لئے ھم یہ فرض کئے لیتے ھیں کہ کل دنیا کے سب سے بڑے ایک سو سرمایہ‌کار جو سیکڑوں زبردست کاروباروں میں باھم ''گتھے ھوئے،، ھیں عوام سے وعدہ کریں‌گے کہ جنگ کے بعد وہ ترک‌اسلحہ کا راستہ اختیار کریں‌گے (ھم یہ فریضہ صرف ایک لمحے کے لئے کرتے ھیں تاکہ کاؤتسکی کے احمقانہ حقیر نظریے سے سیاسی نتائج نکال سکیں)۔ اگر ایسا ھوا تب بھی پرولیتاریہ کو انقلابی اقدام سے باز رکھنا سراسر غداری ھوگی کیوں‌کہ اس کے بغیر تمام وعدے اور تمام حسین امکانات سراب رھیں‌گے۔

جنگ سے سرمایہ‌دار طبقے نے بے‌شمار منافع ھی نہیں بٹورا، نئی لوٹ کھسوٹ (ترکی، چین وغیرہ)، کروڑوں روپیے کے نئے ٹھیکوں اور زیادہ شرح سود پر نئے قرضوں کے شاندار مواقع ھی حاصل نہیں کئے۔ جنگ سے سرمایہ‌دار طبقے کو یہ سیاسی برتری بھی ملی کہ اس نے پرولیتاریہ میں پھوٹ ڈال دی اور اسے بگاڑ دیا۔ کاؤتسکی اس بگاڑ کی ھمت افزائی کر رھا ھے وہ خود ''اپنی اپنی،، قوموں کے موقع پرستوں سیوڈیکموں کے ساتھ اتحاد کے نام پر مجاھد پرولیتاریوں کی صفوں میں بین‌الاقوامی نفاق کو مقدس قرار دے رھا ھے! اس کے باوجود ایسے لوگ بھی موجود ھیں جو یہ سمجھنے سے قاصر ھیں کہ پرانی پارٹیوں کے درمیان اتحاد کے نعرے کا مطلب معین قوم کے پرولیتاریہ کا اس قوم کے بورژوازی کے ساتھ ''اتحاد،، ھے، اور مختلف قوموں کے پرولیتاریہ کے درمیان پھوٹ۔

# ٦

مندرجۂ بالا سطور لکھی جا چکی تھیں کہ ۲۸ مئی کا «Die Neue Zeit» (شمارہ ۹) ملا جس میں کاؤتسکی نے ''سوشل ڈیموکریسی کے انہدام،، کے آخری دلائل پیش کئے ھیں (کوناؤ کو جواب کا حصہ ۷)۔ کاؤتسکی معاشرتی جارحانہ قوم‌پرستی کی مدافعت میں اپنی پرانی اور نئی سوفسطائیت کا خلاصہ یوں کرتا ھے:



Scanned by CamScanner

> ''یہ کہنا بالکل صحیح نہیں ہے کہ جنگ خالص سامراجی ہے، یہ کہ جب جنگ شروع ہوئی تو صورتحال یہ تھی کہ سامراج رہے یا اشتراکیت، یہ کہ جرمنی، فرانس اور کئی لحاظ سے برطانیہ کے پرولیتاری عوام اور اشتراکی پارٹیوں نے پارلیمنٹ کے مٹھی‌بھر ارکان کی محض اپیل پر اپنے آپ کو سامراج کی بانہوں میں ڈال کر اشتراکیت سے غداری کی اور تاریخ میں بےمثال انہدام کا سبب بنے۔''

ایک نئی سوفسطائیت، اور مزدوروں کو ایک نیا دھوکہ:
جناب والا، جنگ ''خالص'' سامراجی نہیں ہے!

موجودہ جنگ کے کردار اور اہمیت کے سوال پر کاؤتسکی جتنا تذبذب دکھا رہا ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ پارٹی کا یہ لیڈر باسل اور چیمنٹز کی کانگریسوں کے بےکم و کاست اور باضابطہ اعلانوں سے اسی طرح کترا رہا ہے جیسے کہ چور سوچ سمجھ کر اس جگہ سے دور رہتا ہے جہاں اس نے پچھلی چوری کی تھی۔ اپنے کتابچے ''قومی ریاست وغیرہ'' میں جو فروری ۱۹۱۵ء میں لکھا گیا تھا کاؤتسکی نے دعوے سے کہا کہ ''آخری تجزیے میں'' یہ جنگ ''سامراجی'' ہے (صفحہ ۶۴)۔ اب اس میں ایک تازہ شرط شامل کر دی گئی ہے: یہ خالص سامراجی جنگ نہیں ہے۔ تو پھر اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قومی جنگ بھی ہے! کاؤتسکی اس شرمناک نتیجے پر پلیخانوف کے مصنوعی جدلیات کے ذریعے پہنچا ہے:

> ''موجودہ جنگ صرف سامراج ہی کی نہیں روسی انقلاب کی بھی اولاد ہے''۔ ۱۹۰۴ء ہی میں کاؤتسکی نے پیش‌بینی کی تھی کہ روسی انقلاب سلاف نسل کے لوگوں کے اتحاد کا ایک نئی شکل میں احیا کرے گا، یہ کہ ''جمہوری روس ناگزیر طور پر آسٹریا اور ترکی کے سلافوں کے دلوں میں قومی آزادی کی زبردست خواہش پیدا کرے گا... تب پولینڈ کا سوال بھی شدت اختیار



Scanned by CamScanner

کر لے گا... آسٹریا کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے کیونکہ زارشاہی کے انہدام سے وہ آہنی رسا ٹوٹ جائے گا جو اس وقت مرکزیت کے خلاف عناصر کو یکجا باندھے ہوئے ہے،، (خود کاؤٹسکی نے اس آخری فقرے کو اپنے ۱۹۰۴ء والے مضمون سے نقل کیا ہے) - ''روسی انقلاب نے... مشرق کی قومی تمناؤں کو بیدار کرنے میں نئی اور زبردست توانائی عطا کی۔ اس سے یورپ کے مسائل کے علاوہ ایشیا کے مسائل بھی پیدا ہو گئے۔ موجودہ جنگ میں یہ تمام مسائل بڑی شدت سے سامنے آگئے ہیں اور پرولیتاریہ سمیت عوام‌الناس کے مزاج کو ڈھالنے میں فیصلہ کن اہمیت اختیار کر رہے ہیں۔ جہاں تک حکمراں طبقات کا تعلق ہے تو ان پر سامراجی رجحانات حاوی ہیں۔،، (صفحہ ۲۷۳، لکیر ہماری ہے)۔

مارکسزم کی عصمت‌دری کا یہ ایک اور نمونہ ہے! چونکہ ''جمہوری روس،، مشرقی یورپ کی قوموں میں آزادی کی جستجو پیدا کرتا ہے (یہ ناقابل‌تردید ہے) اس لئے موجودہ جنگ — جس کا نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو ایک قوم کو بھی آزاد نہیں کرے گی بلکہ کئی قوموں کو غلام بنا دے گی — یہ ''خالص،، سامراجی جنگ نہیں ہے۔ چونکہ ''زارشاہی کے انہدام،، کا مطلب آسٹریا کا انتشار ہے جس کی وجہ اس کی غیر جمہوری قومی ساخت ہے اس لئے عارضی طور پر مضبوط اور انقلاب‌دشمن زارشاہی نے جو آسٹریا کی لوٹ کھسوٹ کر رہی ہے اور آسٹریا میں بسنےوالی قوموں پر مزید ظلم ڈھا رہی ہے ''موجودہ جنگ،، کو خالص سامراجی کردار نہیں بلکہ ایک حد تک قومی کردار بھی بخشا ہے۔ چونکہ ''حکمراں طبقات،، بیوقوف پیٹی بورژوازی اور خائف کسانوں کو سامراجی جنگ کے قومی مقاصد کے افسانوں سے فریب دے رہے ہیں، اس لئے ایک عالم، ''مارکسزم،، کے ماہر اور دوسری انٹرنیشنل کے نمائندے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عوام‌الناس کو اس ''فارمولے،، کے ذریعے یہ فریب تسلیم کرائے کہ حکمراں طبقات سامراجی رجحانات



Scanned by CamScanner

ظاہر کرتے ہیں اور ''عوام،، اور پرولیتاری عوام‌الناس ''قومی،، تمنائیں۔

جدلیات ایک انتہائی ذلیل اور سفلی سوفسطائیت میں بدل دی گئی ہے!

موجودہ جنگ میں قومی عنصر کا نمائندہ صرف سربیا ہے جو آسٹریا کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے (برسبیل تذکرہ، ہماری پارٹی کی برن کی کانفرنس (۱۰) کی تجویز میں یہ خیال موجود ہے)۔ صرف سربیا اور سرب لوگوں میں قومی تحریک آزادی ملتی ہے جو طویل مدت سے جاری ہے۔ اس میں لاکھوں کی تعداد میں ''عوام‌الناس،، شریک ہیں، اور یہ آسٹریا کے خلاف سربیا کی جنگ اسی تحریک کا ''تسلسل،، ہے۔ اگر یہ جنگ الگ تھلگ ہوتی، یعنی اگر اس کا تعلق عام یورپی جنگ سے نہ ہوتا، جو برطانیہ، روس وغیرہ کے خود غرض قزاقانہ مقاصد کے لئے لڑی جا رہی ہے، تو تمام اشتراکیوں کا یہ فریضہ ہوتا کہ وہ سربیائی بورژوازی کی فتح کے خواہش‌مند ہوں — موجودہ جنگ میں قومی عنصر سے صرف یہی صحیح اور مطلقاً ناگزیر نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سوفسطائی کاؤٹسکی جو اب آسٹریا کے بورژوازی، پادریوں اور جنرلوں کی خدمت کر رہا ہے یہ نتیجہ نکالنے میں بری طرح ناکام رہا۔

مزید برآں، مارکسی جدلیات جو علمی ارتقائی طریقہ کا حرف آخر ہے اس کی اجازت نہیں دیتی کہ موضوع کی الگ تھلگ یعنی یک‌طرفہ اور بری طرح مسخ کر کے جانچ پڑتال کی جائے۔ سربیا اور آسٹریا کی جنگ میں قومی عنصر عام یورپی جنگ کے لئے کوئی سنجیدہ اہمیت نہیں رکھتا اور نہ رکھ سکتا ہے۔ اگر جرمنی جیتتا ہے تو وہ بیلجیم، پولینڈ کے ایک حصے، غالباً فرانس کے ایک حصے وغیرہ کو غصب کرے گا۔ اگر روس کی فتح ہوئی تو وہ گالیشیا، پولینڈ کے ایک اور حصے، آرمینیا وغیرہ کا گلا گھونٹے گا۔ اور اگر جنگ ''برابر برابر،، پر ختم ہوئی تو پرانا قومی ظلم جاری رہے گا۔ سربیا کے لئے، جو موجودہ جنگ کے شرکا کا غالباً ایک فیصدی حصہ ہے، یہ جنگ بورژوا تحریک آزادی کی ''سیاست کا تسلسل،، ہے۔ باقی ۹۹ فیصدی حصے کے لئے یہ جنگ سامراج کی سیاست کا تسلسل ہے، یعنی اس بورژوازی کی جو ضعیف ہو چکا



Scanned by CamScanner

ہے اور قوموں کے ساتھ صرف بدکاری کر سکتا ہے، انھیں آزاد نہیں کر سکتا۔ اتحاد ثلاثہ جو سربیا کو ''نجات،، دلا رہا ہے سربیا کی آزادی کے مفادات کو اطالوی سامراج کے ہاتھ آسٹریا کی لوٹ کھسوٹ کے عوض، بیچ رہا ہے۔

ان تمام باتوں کو جو عام طور پر معلوم ہیں کاؤتسکی نے موقع پرستوں کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے بڑی ڈھٹائی سے مسخ کیا ہے۔ فطرت یا معاشرے میں ''خالص،، مظہر نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے — مارکسی جدلیات یہی ہمیں سکھاتی ہے، کیوں کہ یہ جدلیات بتاتی ہے کہ خالص‌پن کے تصور سے ایک قسم کی تنگ‌نظری، انسانی ادراک کی یک‌طرفہ نوعیت ظاہر ہوتی ہے جو موضوع کا اس کی تمام کلیت اور پیچیدگی میں احاطہ نہیں کر سکتا۔ دنیا میں ''خالص،، سرمایہ‌داری نہیں ہے، اور نہ ہو سکتی ہے۔ جو ہمیں ہمیشہ ملا وہ جاگیرداری کا، یا پیٹی بورژوازی کا مرکب ہے یا اور کسی کا۔ لہذا اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ جنگ ''خالص،، سامراجی نہیں ہے جب کہ ہم سامراجیوں کے ہاتھوں ''عوام‌الناس،، کو علانیہ دھوکہ دینے سے بحث کر رہے ہیں جو کھلم کھلا رہزنی کے مقاصد کو جان بوجھ کر ''قومی،، لفاظی سے چھپا رہے ہیں تو پھر یہ شخص انتہائی احمقانہ گھٹیا عالم ہے یا لفظی بحث میں الجھنے‌والا اور فریبی۔ سارا نکتہ یہ ہے کہ جب کاؤتسکی دعوی کرتا ہے کہ ''عوام‌الناس کے لئے جن میں پرولیتاری عوام بھی شامل ہیں،، قومی آزادی کا مسئلہ ''فیصلہ کن اہمیت،، رکھتا ہے جب کہ حکمران طبقات کے لئے فیصلہ کن عناصر ''سامراجی رجحانات،، (صفحہ ۲۷۳) ہیں اور پھر اس کی ''تصدیق،، ''حقیقت کی غیرمحدود بوقلمونی،، کے نام‌نہاد جدلیاتی حوالے سے کرتا ہے (صفحہ ۲۷۴) تو وہ اس فریب کی حمایت کرتا ہے جس میں سامراجی عوام کو مبتلا کر رہے ہیں۔ بلاشبہ حقیقت غیرمحدود طور پر گوناگوں ہے۔ یہ قطعاً صحیح ہے! لیکن یہ بھی مسلمہ ہے کہ اس غیر محدود بوقلمونی میں دو خاص اور بنیادی عناصر ہیں: جنگ کا خارجی مافیہہ سامراج کی ''سیاست کا تسلسل،، ہے، یعنی ''عظیم طاقتوں،، کے فرسودہ بورژوازی (اور ان کی حکومتوں) کے ہاتھوں دوسری قوموں کی لوٹ کھسوٹ، اور



Scanned by CamScanner

سروجه ''داخلی،، نظریه ''قومی،، لفاظی پر مشتمل ہے جو عوام‌الناس کو بیوقوف بنانے کےلئے پھیلایا جاتا ہے۔

کاؤٹسکی کی پرانی سوفسطائیت جو بار بار سامنے آئی یه دعوی کرتی رہی که ''جنگ چھڑنے کے وقت،، ''بائیں‌بازووالوں،، نے صورت‌حال کو اس طرح پیش کیا که جیسے سامراجیت کا فوری بدل اشتراکیت ہو۔ اس کا ہم تجزیه کر چکے ہیں۔ یه ایک شرمناک حیله ہے کیوں که کاؤٹسکی اچھی طرح جانتا ہے که بائیں بازو نے مختلف بدل پیش کیا تھا، یعنی پارٹی یا تو سامراجی لوٹ‌مار اور فریب میں شریک ہو جائے یا پھر انقلابی اقدام کا پرچار اور تیاری کرے۔ کاؤٹسکی اس سے بھی واقف ہے که صرف سنسر جرمنی کے بائیں بازو کو یه احمقانه افسانه فاش کرنے سے روک رہا ہے جو وہ سیوڈیکموں کی فرمانبرداری کے سبب پھیلا رہا ہے۔

جہاں تک ''پرولیتاری عوام،، اور ''پارلیمنٹ کے مٹھی‌بھر ارکان،، کے درمیان تعلق کا سوال ہے تو کاؤٹسکی یه پامال اعتراض کرتا ہے:

> ''ہم جرمنوں کو نظرانداز کرتے ہیں تاکه ہمیں اپنی صفائی پیش نه کرنا پڑے۔ کون سنجیدگی سے یه دعوی کر سکتا ہے که وائیلاں، گید، ہنڈےمان اور پلیخانوف آن کی آن میں سامراجی ہو گئے اور انھوں نے اشتراکیت سے غداری کی؟ ہم پارلیمنٹ کے ارکان اور ''رہنما اداروں،، کو بھی اہمیت نه دیں'' (کاؤٹسکی کا اشارہ «Die Internationale» کی جانب ہے جسے روزا لکسمبرگ اور فرانز مہرنگ نے شائع کیا۔ اس میں رہنما اداروں یعنی جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے عہدیدار اداروں، اس کی مرکزی کمیٹی— «Vorstand» اور پارلیمانی گروپ وغیرہ کی پالیسی کو بجا طور پر حقارت کی نظر سے دیکھا گیا ہے)... ''لیکن یه دعوی کرنے کی کون جرأت کرےگا که پارلیمنٹ کے مٹھی‌بھر ارکان کا حکم ۴۰ لاکھ طبقاتی شعور رکھنےوالے جرمن پرولیتاریه کا چوبیس گھنٹے کے اندر اپنے پرانے مقاصد سے بالکل مخالف جانب منه پھروانے کےلئے کافی ہے؟ اگر



Scanned by CamScanner

یہ صحیح ہے تو بلاشبہ اس سے خوفناک انہدام کا ثبوت بہم ہوتا ہے، نہ صرف ہماری پارٹی بلکہ عوام‌الناس (کاؤتسکی کی لکیر) کے انہدام کا بھی۔ اگر عوام‌الناس بھیڑوں کا ایسا غیرمستقل‌مزاج گلہ ہیں تو بہتر ہے کہ ہم اپنے آپ کو دفن کر لیں۔،، (صفحہ ۲۷۴)

سیاسی اور علمی اعتبار سے عظیم مستند کارل کاؤتسکی عمل اور متعدد ذلیل حیلہ‌بازیوں کی بدولت مدت ہوئی اپنے آپ کو دفن فرما چکے ہیں۔ جو اسے سمجھنے یا کم ازکم محسوس کرنے سے قاصر ہیں وہ جہاں تک کہ اشتراکیت کا تعلق ہے نااهل ہیں۔ یہی سبب ہے کہ مہرنگ اور روزا لکسمبرگ اور ان کے حامیوں نے «Die Internationale» میں کاؤتسکی اور اس کے قبیل کو انتہائی خوار مخلوق قرار دیا، جو موجودہ حالات میں بالکل صحیح ہے۔

ملاحظہ ہو: جنگ کی جانب اپنا رویہ کم و بیش آزادی سے ظاہر کرنے کی حالت میں صرف وہ لوگ (فوراً گرفتار ہوکر، بارکوں میں گھسیٹ کر لائے بغیر یا گولی کا نشانہ بننے کے فوری خطرے سے آزاد) تھے جو ''پارلیمنٹ کے مٹھی‌بھر ارکان،، تھے (جنھیں ووٹ دینے کی آزادی تھی، یہ ان کا حق تھا۔ وہ مخالفت میں ووٹ دے سکتے تھے۔ روس تک میں اس پر نہ انہیں مارا پیٹا گیا اور نہ وہ گرفتار ہوئے)، اور مٹھی‌بھر حکام اور صحافی وغیرہ۔ لیکن کاؤتسکی بڑی شرافت سے اس معاشرتی پرت کی غداری اور کمزوری کا الزام عوام‌الناس کے سر تھوپ دیتا ہے جس کے موقع پرستی کے طریقۂ کار اور نظریے سے رابطے کے متعلق خود کاؤتسکی برسوں تک بارہا لکھ چکا ہے! علمی تحقیقات میں عام طور پر اور مارکسی جدلیات میں خاص طور پر پہلا اور سب سے بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ مصنف اشتراکی تحریک کے اندر رجحانات کے مابین — اس رجحان جو غداری کے خلاف باتیں بنا رہا ہے، شور و غوغا کررہا ہے اور طوفان مچائے ہوئے ہے اور اس رجحان کے درمیان جو کوئی غداری نہیں دیکھتا — جدوجہد اور اس جدوجہد کے درمیان تعلق کا مطالعہ کرے جو اس سے پہلے کئی عشروں تک ہوتی رہی ہے۔ اس کی بابت کاؤتسکی ایک لفظ نہیں کہتا۔ وہ رجحانات اور میلانات کا سوال اٹھانا تک نہیں چاہتا۔ ابھی تک میلانات



Scanned by CamScanner

موجود تھے لیکن اس وقت بالکل نہیں ھیں! آج صرف ''مستند لوگوں،، کے رعب‌دار نام ھیں جنھیں چاپلوس روحیں اپنے ترپ کے پتے کی طرح استعمال کرتی ھیں۔ اس سلسلے میں ھر شخص کے لئے یہ سب سے زیادہ آسان ھوتا ھے کہ دوسروں کا حوالہ دوستانہ انداز میں دے کر اپنے ''گناھوں،، پر پردہ ڈال دے۔ اس کا قاعدہ یہ ھے: تم میرا بوجھ اٹھاؤ، میں تمہارا وزن اٹھاؤں گا۔ برن کے ایک لکچر میں مارتوف چلائے (''سوتسیال دیموکرات،،، شمارہ ۳۶) ''اسے موقع پرستی کیسے کہا جا سکتا ھے جب... گید، پلیخانوف اور کاؤتسکی!'' اکسلرود نے لکھا (''گولوس،،، شمارے ۸۶ اور ۸۷) ''ھمیں گید جیسے لوگوں پر موقع پرستی کا الزام لگاتے وقت احتیاط سے کام لینا چاھیے،،۔ کاؤتسکی نے برلن سے صدائے بازگشت بن کر کہا ''میں اپنی مدافعت نہیں کروں گا... لیکن وائیلاں، گید، ھنڈے‌سان اور پلیخانوف!،، باھمی تحسین و توصیف کی کتنی اچھی انجمن ھے یہ!

اپنی تحریروں میں کاؤتسکی نے اتنی غلامانہ ذھنیت ظاھر کی ھے کہ وہ ھنڈے‌سان تک کی خوشامد کرتا ھے اور ظاھر کرتا ھے کہ اس نے گذشتہ کل ھی سامراج کے حق میں غداری کی ھے اور یہی «Die Neue Zeit» اور دنیا کے درجنوں سوشل ڈیموکریٹک اخبار کئی برسوں سے ھنڈے‌سان کے سامراج کے متعلق لکھ رھے ھیں۔ اگر کاؤتسکی ان اشخاص کی سیاسی سوانح عمریاں اچھی طرح پڑھنے کی تکلیف گوارا کرتا جن کا اس نے ذکر کیا ھے تو اسے پتہ چل جاتا کہ ان سوانح عمریوں میں ایسے میلانات اور واقعات موجود ھیں جنھوں نے سامراج کی حمایت میں غداری کے لئے ''پلک جھپکتے،، ھی نہیں بلکہ عشروں کے دوران راہ ھموار کی۔ کیا وائیلاں ژوریسسٹوں (۱۶) اور پلیخانوف مینشویکوں (۱۷) اور انسداد پرستوں کے اسیر نہیں تھے، کیا گید کے رسالے «Le Socialism» میں گید کا رجحان (۱۸) منظر عام پر جان بہ‌لب نہیں تھا جو ایک بھی اھم مسئلہ پر آزاد رویہ اختیار کرنے کے نااھل رھا، کیا خود کاؤتسکی نے (ھم یہ ان لوگوں کی خاطر شامل کر رھے ھیں جنھوں نے بجا طور پر اسے ھنڈے‌سان اور پلیخانوف کے پہلو بہ پہلو بٹھایا ھے) برن‌اشٹینزم (۱۹) کے خلاف جدوجہد کی ابتدائی منزل میں اور ملیرانزم (۲۰) کے سوال پر غیر کرداری کا مظاھرہ نہیں کیا؟



Scanned by CamScanner

لیکن کاؤتسکی کو ان رهنماؤں کی سوانح عمریاں علمی طریقے سے جانچنے کی ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں ہے ۔ وہ یہ دیکھنے کی بھی کوشش نہیں کرتا کہ یہ رهنما اپنے دلائل سے اپنی مدافعت کر رہے هیں یا موقع پرستوں اور بورژوازی کے دلائل دهرا رہے هیں، آیا ان لیڈروں کے اقدام نے اسلئے سنجیدہ سیاسی اهمیت اختیار کی کہ ان کا اثر غیرمعمولی تھا یا وہ دوسرے واقعی ''بااثر،، رجحان کے پابند رہے جسے فوجی تنظیم کی حمایت حاصل ہے، یعنی بورژوا رجحان کے ۔ کاؤتسکی نے اس سوال کی ابھی تک چھان‌بین شروع تک نہیں کی ہے ۔ اس کا کام بس یہ ہے کہ عوام‌الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکے، مستند لوگوں کے نام گنا کر انہیں لاجواب کر دے، انہیں واضح مسئلہ پیش کرنے اور اس کا تمام پہلوؤں سے مطالعہ کرنے سے روکے ۔ *

۴۰ ''.... پارلیمنٹ کے مٹھی‌بھر ارکان کا حکم
لاکھ طبقاتی شعور رکھنےوالے پرولیتاریوں کا منہ پھروانے
کے لئے کافی ہے...،،

اس کا ایک ایک لفظ جھوٹ ہے ۔ جرمن پارٹی کی تنظیم کی رکنیت دس لاکھ تھی نہ کہ چالیس لاکھ ۔ جیسا کہ هر تنظیم کے

---

* کاؤتسکی کا وائیلاں، گید، هنڈےمان اور پلیخانوف کا حوالہ دینا دوسرے لحاظ سے بھی پرمعنی ہے ۔ لینش اور هائےنش قماش کے کھلم کھلا سامراجی (موقع‌پرستوں کا ذکر کرنا فضول ہے) اپنی پالیسی کا جواز پیش کرنے کے لئے هنڈےمان اور پلیخانوف کا حوالہ دیتے هیں ۔ ایسا کرنے کا انہیں حق ہے، وہ سچ کہتے هیں کیوں کہ یہ ایک هی پالیسی ہے ۔ لیکن کاؤتسکی لینش اور هائےنش کا نام حقارت سے لیتا ہے جو کبھی ریڈیکل تھے اور اب سامراج کے پہلو میں بیٹھے هیں ۔ کاؤتسکی خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ وہ ان گنہگاروں کی طرح نہیں ہے، وہ ان سے متفق نہیں ہے اور اب بھی انقلابی ہے! درحقیقت کاؤتسکی کا رویہ ان هی جیسا ہے ۔ کاؤتسکی جو ریاکار جارحانہ قوم‌پرست ہے جذباتی فقرے استعمال کرتا ہے اسلئے جارحانہ قوم‌پرست بیوقوفوں ڈیوڈ، هیئنے، لینش اور هائےنش سے زیادہ کریہہ ہے ۔



Scanned by CamScanner

ساتھ ھوتا ھے، اس عوامی تنظیم کی متحدہ مرضی کا اظہار صرف اس کے متحدہ سیاسی مرکز، ''مٹھی بھر لوگوں'' کے ذریعے ھوتا تھا جس نے اشتراکیت کے ساتھ غداری کی۔ یہی مٹھی بھر لوگ تھے جن سے ان کی رائے دریافت کی گئی، ان ھی مٹھی بھر لوگوں کے ووٹ لئے گئے وہ۔ ووٹ دینے کے قابل تھے۔ وہ مضامین لکھنے کے قابل تھے، وغیرہ۔ عوام سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ انھیں نہ صرف ووٹ دینے کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ وہ بکھرے ہوئے تھے اور ان پر ''احکام'' ٹھونسے گئے، پارلیمنٹ کے مٹھی بھر ارکان کے نہیں بلکہ فوجی حکام کے۔ ایک فوجی تنظیم موجود تھی۔ اس تنظیم کے رہنماؤں نے کوئی غداری نہیں کی۔ انھوں نے ''عوام'' کو ایک ایک کرکے بلایا اور ہر فرد کے سامنے آخری شرط پیش کی: فوج میں بھرتی ھو جیسا کہ تمھارے لیڈر مشورہ دے رھے ھیں یا پھر گولی کھاؤ۔ عوام منظم طور پر اقدام نہیں کر سکے کیوں کہ ان کی پہلے کی قائم‌شدہ تنظیم نے، جو ''مٹھی بھر'' لیگینوں، کاؤٹسکیوں اور شیڈےمانوں میں تجسیم تھی ان کے ساتھ غداری کی۔ نئی تنظیم کھڑی کرنے کے لئے اور پرانی، بوسیدہ اور دقیانوسی تنظیم کو کوڑے کرکٹ میں پھینکنے کے لئے عزم اور وقت درکار ھے۔

کاؤٹسکی اپنے مخالفین بائیں بازو کو شکست دینے کےلئے ان سے یہ لغو خیال وابستہ کرنے کی کوشش کر رہا ھے: گویا ''عوام‌الناس'' کو چاھیے کہ جنگ کے ''جواب'' میں ''چوبیس گھنٹے کے اندر'' انقلاب کر دیں اور سامراج کی جگہ ''اشتراکیت'' کو بٹھا دیں، ورنہ ''عوام‌الناس'' ''غداری اور موقع پرستی'' کا مظاھرہ کریں‌گے۔ لیکن یہ سراسر لغو ھے۔ اسے جاھل بورژوا اور پولیس کے کتابچوں کے مصنفین نے اختراع کیا ھے جس کا مقصد انقلابیوں کو ''شکست'' دینا ھے۔ کاؤٹسکی اسی کو ھمارے خلاف استعمال کر رہا ھے۔ کاؤٹسکی کے بائیں بازووالے مخالف بخوبی جانتے ھیں کہ انقلاب ''تیار'' نہیں کیا جاتا، انقلابات (پارٹیوں اور طبقات کی مرضی سے آزاد) تاریخ کے خارجی طور پر پختہ بحرانوں اور موڑوں سے ارتقا پاتے ھیں، یہ کہ بغیر تنظیم کے عوام‌الناس میں مرضی کی وحدت نہیں ھو سکتی، یہ کہ مرکزی ریاستوں کی طاقتور دھشت‌پسند فوجی تنظیم کے خلاف جدوجہد مشکل اور طویل معاملہ ھے۔ جب فیصلہ کن لمحہ آیا تو اپنے

لیڈروں کی غداری کے باعث عوام‌الناس کچھ نہیں کر سکے، جب کہ ''مٹھی بھر،، لیڈر بہتر حالت میں تھے اور اس فرض کے پابند کہ جنگی قرضوں کے خلاف ووٹ دیں، ''طبقاتی صلح،،، جنگ کے جواز کے خلاف اپنی آواز بلند کریں، اپنی حکومتوں کی شکست کی حمایت کریں، خندقوں میں اخوت کا پروپیگنڈہ کرنے کی غرض سے ایک بین‌الاقوامی تنظیم قائم کریں، انقلابی سرگرمیاں شروع کرنے کے لئے للکارنے والا غیرقانونی ادب * شائع کرنے کا انتظام کریں وغیرہ۔

کاؤٹسکی کو بخوبی علم ہے کہ جرمنی کے ''بائیں بازو'' کے ذہن میں ایسے ہی یا اس سے ملتے جلتے اقدام ہیں۔ فوجی سنسر ہونے کے سبب وہ ایسی چیزوں کے متعلق براہ‌راست، کھل کر نہیں کہہ سکتا۔ ہر قیمت پر موقع‌پرستوں کو بچانے کی کاؤٹسکی کی خواہش نے اسے انتہائی رسوا مقام تک پہنچا دیا ہے: فوجی سنسر کی آڑ لے کر وہ فاش لغویات کو بائیں بازو سے وابستہ کرتا ہے، اس اعتماد کے ساتھ کہ سنسر اس کا پردہ چاک نہ ہونے میں اس کی مدد کرے گا۔

---

* برسبیل تذکرہ، یہ بالکل ضروری نہیں تھا کہ طبقاتی نفرت اور طبقاتی جدوجہد کے متعلق لکھنے پر حکومت کی پابندی کے جواب میں تمام سوشل ڈیموکریٹک اخبار بند کر دئے جائیں۔ اس کے متعلق نہ لکھنے پر رضامند ہونا تذلیل اور بزدلی تھی، جیسا کہ «Vorwärts» (۲۱) نے کیا۔ جب اس نے ایسا کیا تو اس کی سیاسی موت واقع ہو گئی۔ مارتوف نے یہ بالکل صحیح کہا۔ یہ ممکن تھا کہ قانونی اخبار یہ کہہ کر برقرار رکھے جا سکتے تھے کہ یہ غیرپارٹی، غیر سوشل ڈیموکریٹک ہیں۔ ان سے مزدوروں کے ایک حصے کی ٹیکنکی ضروریات پوری ہوتیں — مطلب یہ ہے کہ وہ غیرسیاسی اخبارات ہوتے۔ ایک طرف غیرقانونی سوشل ڈیموکریٹک ادب ہوتا جس میں جنگ کا تخمینہ کیا جاتا اور دوسری طرف اس تخمینے کے بغیر مزدور طبقے کا قانونی ادب جو یہ نہیں لکھتا کہ کیا صحیح نہیں ہے بلکہ صداقت کے بارے میں خاموش رہتا۔ کیا یہ سب ممکن نہیں تھا؟



Scanned by CamScanner

# ۷

کاؤتسکی جس سنجیدہ علمی اور سیاسی سوال سے جان بوجھ کر مختلف حیلوں سے کتراتا ہے، اور اس سے موقع پرست بے حد خوش ہوتے ہیں، وہ یہ ہے: دوسری انٹرنیشنل کے نمایاں نمائندے کیوں کر اشتراکیت سے غداری کر سکے؟

ظاہر ہے کہ اس سوال سے انفرادی رہنماؤں کی سوانح عمری کے نقطۂ نظر سے بحث نہیں کی جا سکتی۔ اس زاویے سے مسئلے کا تجزیہ مستقبل کے سوانح نگاروں پر چھوڑ دینا چاہیے۔ آج اشتراکی تحریک کو اس سے دلچسپی نہیں ہے۔ اسے معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کے رجحان کا تاریخی سرچشمہ، حالات، اہمیت اور توانائی کے مطالعے سے دلچسپی ہے۔ (۱) معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کا سرچشمہ کیا ہے؟ (۲) اسے کیا چیز توانائی بخشتی ہے؟ (۳) اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ مسئلے کی جانب ایسی ہی رسائی سنجیدہ کہی جا سکتی ہے، ورنہ ''ذاتی،، رسائی عملاً فرار، سوفسطائیت کا ایک نمونہ ہی ہو سکتی ہے۔

پہلے سوال کا جواب دینے کے لئے ہمیں اولاً یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کے نظریاتی اور سیاسی مافیہہ کا تعلق اشتراکیت میں کسی گذشتہ رجحان سے ہے یا نہیں؟ دوسرے، حقیقی سیاسی تقسیموں کے نقطۂ نظر سے اشتراکیوں کی معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کے مخالفوں اور حامیوں میں موجودہ تقسیم کا ان تقسیموں سے کیا تعلق ہے جو تاریخی لحاظ سے پہلے ہو چکی ہیں؟

معاشرتی جارحانہ قوم پرستی سے ہماری مراد موجودہ سامراجی جنگ میں مادروطن کی مدافعت کے خیال کو قبول کرنا، اس جنگ کے زمانے میں ''اپنے،، ملکوں کے بورژوازی اور حکومتوں کے ساتھ اشتراکیوں کے اتحاد کو بجا قرار دینا، ''اپنے،، بورژوازی کے خلاف پرولیتاری انقلابی اقدام کے پرچار اور اس کی حمایت سے انکار کرنا ہے، وغیرہ۔ یہ بالکل عیاں ہے کہ معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کا نظریاتی اور سیاسی مافیہہ موقع پرستی کی اساس سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے۔ یہ ایک ہی رجحان ہے۔ ۱۹۱۴-۱۵ء کی جنگ کے حالات میں موقع پرستی نے معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کی شکل اختیار کی۔ طبقاتی سازباز موقع پرستی

کی خاص امتیازی خصوصیت ہے۔ جنگ نے اس خیال کو اپنے منطقی نتیجے تک پہنچا دیا ہے، اس کے حسب‌معمول عناصر اور محرکات میں غیرمعمولی عناصر اور محرکات شامل کر دیے ہیں۔ خاص دھمکیوں اور جبر کے ذریعے جنگ نے نا سمجھ اور غیرمتحد عوام‌الناس کو بورژوازی کے ساتھ تعاون کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس سے موقع پرستی کے حامیوں کا حلقہ قدرتی طور پر وسیع ہوجاتا ہے اور پوری وضاحت ہوجاتی ہے کہ بہت سے ریڈیکل اس کیمپ میں کیوں پہنچ جاتے ہیں۔

موقع پرستی کا مطلب ہے مزدوروں کی ایک حقیر اقلیت کے عارضی مفادات کے حق میں عوام‌الناس کے بنیادی مفادات کو قربان کرنا، بہ‌الفاظ دیگر مزدوروں کی ایک ٹکڑی اور بورژوازی کے درمیان اتحاد جس کا رخ پرولیتاری عوام‌الناس کے خلاف ہے۔ جنگ نے اس اتحاد کو خاص طور سے عیاں اور ناقابل گریز بنا دیا ہے۔ موقع پرستی کئی عشروں کے دوران سرمایہ‌داری کے ارتقا کے اس دور کی امتیازی خصوصیات کی پیداوار ہے جب کہ مراعات‌یافتہ مزدوروں کی ایک پرت کی نسبتاً پرامن اور ثقافتی زندگی نے اسے ”بورژوازی زدہ“ بنا دیا تھا، جب اسے اپنے ملک کے سرمایہ‌داروں کے دسترخوان سے روٹی کے چند ٹکڑے مل جایا کرتے تھے، جب وہ مفلس اور تباہ حال عوام‌الناس کے مصائب، کلفتوں اور انقلابی مزاج سے الگ‌تھلگ تھی۔ سامراجی جنگ اس صورت‌حال کا براہ‌راست تسلسل اور نقطۂ‌عروج ہے کیوں‌کہ یہ جنگ عظیم طاقتی قوموں کے‌لئے مراعات، ان میں نوآبادیات کی ازسرنو تقسیم اور دوسری قوموں پر ان کے غلبے کے‌لئے جنگ ہے۔ مزدور طبقے کی پیٹی بورژوا ”بالائی پرت“، یا اشرافیہ (اور نوکرشاہی) کی طرح اپنی مراعتی حیثیت کی مدافعت کرنا، اسے مستحکم کرنا— یہ ہے جنگ کے زمانے میں پیٹی‌بورژوا موقع پرست امیدوں اور ان کے مطابق طریقۂ کار کا قدرتی تسلسل، یہ ہے موجودہ معاشرتی سامراج* کی معاشی بنیاد۔ اور بے‌شک

---

* یہاں اس کی کئی مثالیں پیش کی جاتی ہے جو بتاتی ہیں کہ سامراجی اور بورژوازی ”عظیم طاقت“ اور قومی مراعات کی کتنی زیادہ قدر کرتے ہیں کیوں‌کہ یہ مزدوروں کو منقسم کرنے اور ان کی توجہ اشتراکیت سے ہٹانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اپنی تصنیف ”عظیم‌تر روم



Scanned by CamScanner

عادت کی تقلید، نسبتاً ''پرامن،، ارتقا کا چکر، قومی تعصبات، تیز موڑوں کا خوف اور ان پر عدم‌اعتماد — یہ سب مزید عناصر ہیں جنھوں نے موقع پرستی کے ساتھ ریاکارانہ اور بزدلانہ مصالحت دونوں میں اضافہ

---

اور عظیم‌تر برطانیہ،، (آکسفورڈ، ۱۹۱۲ء) میں برطانوی سامراجی لوکاس موجودہ برطانوی سلطنت (صفحات ۹۷ — ۹۶) میں کالے لوگوں کی قانونی مجبوریاں تسلیم کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ ''ہماری سلطنت میں جہاں گورے مزدور کالے مزدوروں کے شانہ بشانہ کام کرتے ہیں... وہ ساتھیوں کی طرح کام نہیں کرتے بلکہ گورا آدمی کالے آدمی کا نگراں ہوتا ہے،، (صفحہ ۹۸)۔ سوشل ڈیموکریٹوں کے خلاف شاہی اتحاد کا سابق سکریٹری ایرون بیلگر اپنے کتابچے ''جنگ کے بعد سوشل ڈیموکریسی،، (۱۹۱۵ء) میں سوشل ڈیموکریٹوں کے عمل کی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ انھیں ''بین‌الاقوامی، یوٹوپیائی،، اور ''انقلابی،، خیالات رکھے بغیر (صفحہ ۴۴) ''خالص مزدور پارٹی،، (صفحہ ۴۳)، ''قومی،،، ''جرمن لیبر پارٹی،، (صفحہ ۴۵) بن جانا چاہیے۔ جرمن سامراجی سارتوریوس فون والٹرس‌ہاؤزین اپنی کتاب میں بیرونی ملکوں میں سرمایہ کاری کی بابت (۱۹۰۷ء) لکھتا ہے اور جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی اس بات پر تنقید کرتا ہے کہ وہ ''قومی بہبودی،، کو نظر انداز کر رہے ہیں (صفحہ ۴۳۸) — جس کا مطلب نوآبادیات پر قبضہ ہے۔ وہ برطانوی مزدوروں کی ''حقیقت‌پسندی،، کی تعریف کرتا ہے، مثلاً بیرونی لوگوں کے برطانیہ میں آباد ہونے کے خلاف ان کی جدوجہد پر۔ جرمن ڈپلومیٹ روئیڈورفر عالمی سیاست کے اصولوں پر اپنی کتاب میں اس عام جانی ہوئی حقیقت پر زور دیتا ہے کہ سرمایے کے بین‌الاقوامی ہو جانے سے اقتدار اور اثر کےلئے، ''حصص کی اکثریت،، کےلئے قومی سرمایوں کی شدید جدوجہد بالکل ختم نہیں ہوتی (صفحہ ۱۶۱)۔ مصنف لکھتا ہے کہ یہ سخت جدوجہد مزدوروں کو اپنے دھارے میں لےلیتی ہے (صفحہ ۱۷۵)۔ یہ کتاب اکتوبر ۱۹۱۳ء میں لکھی گئی ہے اور مصنف بالکل صاف صاف ''سرمایے کے مفاد،، کے بارے میں لکھتا ہے (صفحہ ۱۰۷) جو جدید جنگوں کا سرچشمہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''قومی رجحان،، کا سوال اشتراکیت میں خاص اہمیت رکھتا ہے (صفحہ ۱۷۶)، حکومتوں کو



Scanned by CamScanner

کیا — بظاہر صرف وقتی طور پر اور محض غیرمعمولی وجوہ اور محرکات کے سبب سے۔ جنگ نے یہ موقع پرستی تبدیل کر دی جو عشروں سے پرورش پاتی رہی ہے، اسے بلندتر منزل تک پہنچا دیا، اس کے رنگ میں کمی بیشی کی، تعداد اور قسمیں بڑھا دیں، اس کے ماننے والوں میں اضافہ کر دیا، نئی نئی سوفسطائیتوں سے ان کے دلائل میں کثرت پیدا کر دی اور یوں کہنا چاہیے کہ موقع پرستی کے خاص دھارے میں کئی آب ہائے جو اور نہروں کو ضم کر دیا۔ اور خاص دھارا خشک نہیں ہوا ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

معاشرتی جارحانہ قوم پرستی ایک ایسی موقع پرستی ہے جو اتنی حد تک پختہ ہو چکی ہے کہ اب اشتراکی پارٹیوں کے اندر اس بورژوا پھوڑے کا مسلسل وجود ناقابل برداشت ہے۔

وہ لوگ جو معاشرتی جارحانہ قوم پرستی اور موقع پرستی کے درمیان قریب ترین اور اٹوٹ تعلق دیکھنے سے انکار کرتے ہیں صرف انفرادی مثالوں اور ''مواقع،، پر تکیہ کرتے ہیں — وہ کہتے ہیں فلانا موقع پرست بین الاقوامیت پسند بن گیا، فلاں ریڈیکل جارحانہ قوم پرست ہو گیا۔ لیکن جہاں تک رجحانات کے ارتقا کا تعلق ہے اس قسم کی دلیل بےسود رہتی ہے۔ اول، مزدور تحریک میں جارحانہ قوم پرستی اور موقع پرستی کی معاشی بنیاد ایک ہی ہے: پرولیتاریہ کی تعداد کے لحاظ سے ایک چھوٹی سی بالائی پرت کا پیٹی بورژوازی کے ساتھ اتحاد — جنھیں ''اپنے،، قومی سرمایے سے مراعات کے چند لقمے ملتے ہیں — پرولیتاری عوام کے خلاف، محنت کش اور عام طور پر مظلوم عوام الناس کے خلاف۔ دوئم، دونوں رجحانات کا نظریاتی اور سیاسی مافیہہ بھی ایک ہی ہے۔ سوئم، اشتراکیوں کی موقع پرست اور انقلابی رجحان میں پرانی تقسیم

---

سوشل ڈیموکریٹوں کے بین الاقوامی مظاہروں سے خائف نہیں ہونا چاہیے (صفحہ ۱۷۷) جو درحقیقت روزافزوں زیادہ قومی ہوتے جا رہے ہیں (صفحات ۱۰۳، ۱۱۰، ۱۷۶)۔ وہ لکھتا ہے کہ بین الاقوامی اشتراکیت اسی وقت کامیاب ہوگی جب وہ مزدوروں کو قومی اثر سے نجات دلائےگی کیوں کہ صرف تشدد سے کوئی چیز حاصل نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اگر قومی جذبات کا بول بالا رہا تب بین الاقوامی اشتراکیت کو شکست ہوگی۔ (صفحات ۱۷۴ — ۱۷۳)



Scanned by CamScanner

جو دوسری انٹرنیشنل (۱۸۸۹ء تا ۱۹۱۴ء) کی امتیازی خصوصیت تھی بنیادی طور پر جارحانہ قوم‌پرستوں اور بین الاقوامیت پسندوں کے درمیان نئی تقسیم سے مطابقت رکھتی ہے۔

اس بیان کی صداقت کو سمجھنے کے واسطے ہر شخص کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معاشرتی سائنس (عام طور سے سائنس کی طرح) انفرادی معاملات سے نہیں بلکہ بحیثیت مجموعی مظاہر سے بحث کرتی ہے۔ ہم دس یورپی ملکوں کو لیں: جرمنی، برطانیہ، روس، اٹلی، ہالینڈ، سویڈن، بلغاریہ، سوئٹزرلینڈ، فرانس اور بیلجیم۔ پہلے آٹھ ملکوں میں (بین الاقوامیت پسندی کی کسوٹی پر) اشتراکیوں کی نئی تقسیم (موقع پرستی کی کسوٹی پر) پرانی تقسیم کے مطابق ہے: جرمنی میں ماہانہ رسالہ «Sozialistische Monatshefte» جو پہلے موقع پرستی کا اڈا تھا اب جارحانہ قوم‌پرستی کا گڑھ بن گیا ہے۔ بین الاقوامیت پسندی کے خیالات کو انتہائی بائیں بازو کی حمایت حاصل ہے۔ برطانیہ میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی (۲۲) کے ۷ ممبروں میں ۳ بین الاقوامیت پسند ہیں (تازہ‌ترین رائے شماری کے مطابق بین الاقوامیت پسند تجویز کے حق میں ۶۶ ووٹ اور مخالفت میں ۸۴) اور موقع پرست بلاک (لیبر پارٹی، فےبین (۲۳)، انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی (۲۴)) میں بین الاقوامیت پسند ساتویں حصے سے کم ہیں۔ * روس میں انسداد پرست ماہانہ ''ناشا زاریہ،، جو پہلے موقع پرستوں کا ستون تھا اب جارحانہ قوم‌پرستی کی سنگ بنیاد ہے۔ پلیخانوف اور الیکسنسکئی صرف شور مچاتے ہیں لیکن ہم پانچ برسوں (۱۹۱۰—۱۴ء) کے تجربے سے جانتے ہیں کہ وہ روس کے عوام میں باقاعدہ پرو پیگنڈہ کرنے کے نااہل ہیں۔ روس میں بین الاقوامیت پسندوں کا مرکز ''پراودازم،، (۲۵) اور دوما میں روسی سوشل

---

* عام طور پر صرف ''انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی،، کا مقابلہ ''برطانوی سوشلسٹ پارٹی،، سے کیا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ تنظیم کی شکلوں کو نہیں بلکہ بنیادی باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ روزنامہ اخباروں کو لیں: وہ دو ہیں — ایک ''ڈیلی ہیرلڈ،، جو برطانوی سوشلسٹ پارٹی کا ترجمان ہے، دوسرا ''ڈیلی سٹی‌زن،، جو موقع پرست بلاک کا نقیب ہے۔ یہ روزنامے پروپیگنڈے، پرچار اور تنظیم کا اصل کام کرتے ہیں۔



Scanned by CamScanner

ڈیموکریٹک لیبر گروپ پر مشتمل ہے جو ان ترقی یافتہ مزدوروں کی نمائندگی کرتے ہیں جنھوں نے جنوری ۱۹۱۲ء میں پارٹی کو بحال کیا تھا۔

اٹلی میں بسولاٹی اور اس کا ٹولہ جو خالص موقع پرست تھا اب جارحانہ قوم پرست بن گیا ہے۔ بین الاقوامیت پسندی کی نمائندہ مزدوروں کی پارٹی ہے۔ مزدور عوام الناس اس پارٹی کے ساتھ ہیں۔ موقع پرست، پارلیمنٹ کے ممبر اور پیٹی بورژوازی جارحانہ قوم پرستی کے حق میں ہیں۔ اٹلی میں چند ماہ کے دوران آزاد انتخاب کیا جا سکتا تھا، اور درحقیقت جو کیا جا چکا تھا یہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ عام پرولیتاریوں اور پیٹی بورژوا گروہوں کے طبقاتی نقطۂ نظر کے عین مطابق تھا۔

ہالینڈ میں ٹرولسٹرا کی موقع پرست پارٹی نے عام طور سے جارحانہ قوم پرستی سے مصالحت کر لی ہے۔ (اس حقیقت سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ ہالینڈ میں پیٹی بورژوازی بڑے بورژوازی کی طرح جرمنی سے خاص طور پر نفرت کرتا ہے کیوں کہ وہ آسانی سے انھیں ''ہڑپ'' کر سکتا ہے)۔ مارکسی پارٹی کے رہنما گورٹر اور پانے کوئیک ہیں جس نے ثابت قدم، مخلص، جوشیلے اور پکے بین الاقوامیت پسند لوگ پیدا کئے ہیں۔ سویڈن میں موقع پرست لیڈر بران ٹنگ اس لئے ناراض ہے کہ جرمن اشتراکیوں پر غداری کا الزام لگایا جاتا ہے۔ بائیں بازو کے رہنما ہیوگ لونڈ نے اعلان کیا ہے کہ اس کے ماننے والوں میں کچھ لوگوں کی بھی بالکل یہی رائے ہے۔ (ملاحظہ ہو ''سوتسیال دیموکرات''، شمارہ ۳۶)۔ بلغاریہ میں ''تیس نیاکی'' (۲۶) نے جو موقع پرستی کے خلاف ہے اپنے پریس (اخبار ''نووائے وریمے'') میں جرمن سوشل ڈیموکریٹوں پر الزام لگایا ہے کہ انھوں نے ''گندہ کام انجام دیا ہے''۔ سوئٹزرلینڈ میں موقع پرست گرے اولیح کے حامی جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کو حق بجانب کہنے کی جانب مائل ہیں (ملاحظہ ہو زورح کا ان کا اخبار ''وولکس ریخت'')۔ جو لوگ کہیں زیادہ ریڈیکل آر۔ گریم کے طرفدار ہیں انھوں نے برن کے اخبار ''بیرنر ٹاگ واخٹ'' «Berner Tagwacht» کو جرمن بائیں بازو کا ترجمان بنا لیا ہے۔ دس ملکوں میں صرف دو ملک مستثنا ہیں — فرانس اور بیلجیم۔ لیکن اگر صحیح معنوں میں کہا جائے تو وہاں بھی بین الاقوامیت پسندوں کی کمی نہیں بلکہ انتہائی کمزوری اور آزردگی نظر آتی ہے (جزوی طور



Scanned by CamScanner

سے ان وجوہ کی بنا پر جو سمجھ میں آ سکتی ہیں) - ہم یہ نہ بھولیں کہ خود وائیلاں نے «L'Humanité» (۲۷) میں تسلیم کیا ہے کہ اس قارئین کے جو خطوط ملتے ہیں، وہ بین الاقوامیت پسند کردار کے حامل ہوتے ہیں، لیکن اس نے انھیں شائع نہیں کیا، ان میں سے ایک بھی نہیں شائع کیا !

اگر ہم بنیادی طور پر رجحانات اور میلانات کو لیں تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑےگا کہ یورپی اشتراکیت کے موقع پرست بازو ہی نے اشتراکیت سے غداری کی ہے اور جارحانہ قوم پرست بن گیا ہے - سرکاری پارٹیوں کے اندر اس کی قوت اور بظاہر قادر مطلق ہونے کا سرچشمہ کیا ہے؟ حالانکہ کاؤتسکی نے — جو تاریخی سوالات کرنے میں ماہر ہے، خاص کر قدیم روم یا ایسے معاملات کے تعلق سے جن کا ہمارے عہد کے مسائل سے براہ‌راست رابطہ نہیں ہے — اب جب معاملہ ان سے تعلق رکھتا ہے تو خود اپنے آپ کو الجھایا ہے اور ریاکاری سے ظاہر کر رہا ہے کہ یہ سب اس کے لئے ناقابل فہم ہے - لیکن یہ روز روشن کی طرح واضح ہے - موقع پرستوں اور جارحانہ قوم‌پرستوں کی زبردست قوت کا راز بورژوازی سے، حکومتوں سے اور جنرل اسٹافوں سے ان کا اتحاد ہے - یہ روس میں اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے جہاں لوگ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ موقع پرست اشتراکی پارٹیوں کا ایک حصہ ہیں، یہ کہ ان پارٹیوں کے اندر ہمیشہ دو انتہاپسند بازو رہے ہیں اور رہیں گے، ''انتہائی‌پسندی،، سے بچنا چاہیے، وغیرہ، وغیرہ - اور اسی قسم کے اسکول کی کاپیوں کے کافی مقولات -

اگرچہ موقع پرست مزدور پارٹیوں کے باقاعدہ ممبر ہیں، لیکن اس سے کسی طرح اس کی تردید نہیں ہوتی کہ خارجی طور پر وہ مزدور تحریک میں بورژوازی کے سیاسی دستے، اس کے اثرات کا ذریعہ اور دلال ہیں - جب موقع پرست سیوڈیکم نے جو ہیرواسٹراٹس کی طرح شہرت کا دعویدار ہے اس معاشرتی اور طبقاتی صداقت کا اچھی طرح مظاہرہ کیا تو کئی نیک‌دل لوگوں کا منہہ حیرت سے کھلا رہ گیا - فرانسیسی اشتراکیوں اور پلیخانوف نے سیوڈیکم کی جانب حقارت کی انگلی سے اشارہ کیا — لیکن اگر خود وانڈیرویلڈے، سمبات یا پلیخانوف آئینے میں دیکھتے تو انھیں وہاں سیوڈیکم کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا، قومی امتیازی خصوصیات میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ - جرمن



Scanned by CamScanner

مرکزی کمیٹی («Vorstand») کے ارکان نے جو اب کاؤتسکی کی تعریف کر رہے ھیں اور ان کی تعریف کاؤتسکی کر رہا ھے یہ اعلان کرنے میں سیوڈیکم کے نام کا ذکر کئے بغیر پھرتی دکھائی — احتیاط سے، منکسرمزاجی سے اور خوش اخلاقی سے — کہ انھیں سیوڈیکم کی پالیسی سے ''اتفاق نہیں ھے،، ۔

یہ مضحکہ‌خیز ھے کیوں کہ نازک لمحے پر صرف سیوڈیکم جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی پالیسی کے سلسلے میں سیکڑوں ھاسوں اور کاؤتسکیوں کے مقابلے میں درحقیقت بھاری ثابت ھوا (اسی طرح جیسے صرف ''ناشا زاریا،، برسلز بلاک (۲۸) کے ان تمام رجحانات کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ھے جو اس اخبار سے اپنا ناطہ توڑتے ھوئے ڈرتے ھیں) ۔

ایسا کیوں ھے؟ یہ اس لئے ھے کہ سیوڈیکم کی پشت پناھی ایک عظیم طاقت کا بورژوازی، حکومت اور جنرل اسٹاف کر رہے ھیں۔ سیوڈیکم کی پالیسی کی ہزار طرح سے حمایت کرتے ھیں، اور اس کے حریفوں کی پالیسی کو ھر طریقے سے ناکام بنایا جاتا ھے جس میں جیل اور گولیوں کی باڑھ بھی شامل ھے۔ سیوڈیکم کی آواز بورژوا اخبارات کی لاکھوں کاپیوں کے ذریعے پبلک تک پہنچتی ھے (وانڈیرویلڈے، سمبات اور پلیخانوف کی طرح)۔ اس کے برعکس اس کے مخالفین کی آوازیں قانونی پریس میں سنائی نہیں دے سکتیں کیونکہ فوجی سنسر موجود ھے۔

اس پر سب کو اتفاق ھے کہ موقع‌پرستی کسی ایک فرد کا اتفاقی معاملہ، گناہ، لغزش یا غداری نہیں بلکہ یہ تاریخ کے ایک پورے دور کی معاشرتی پیداوار ھے۔ لیکن تمام لوگ اس حقیقت کی اھمیت کو اچھی طرح نہیں سمجھتے ھیں۔ قانونیت‌پسندی موقع‌پرستی کو پروان چڑھاتی رہی ھے۔ ۱۸۸۹ء سے ۱۹۱۴ء تک مزدور پارٹیوں کو بورژوا قانونیت سے فائدہ اٹھاناتھا۔ جب بحران آیا تو انھیں کام کے غیرقانونی طریقے اختیار کرنا چاھیے تھا (لیکن اس کےلئے انتھائی چستی، قوت ارادی کے ساتھ ساتھ کئی گھاتوں کی ضرورت تھی)۔ ایک واحد سیوڈیکم غیرقانونی طریقے اختیار کرنے کو روکنے کےلئے کافی تھا۔ کیونکہ اگر تاریخی فلسفیانہ معنوں میں کہا جائے تو اس کی پشت پر پوری ''پرانی دنیا،، تھی اور کیونکہ سیوڈیکم نے ھمیشہ غداری



Scanned by CamScanner

کی ہے اور عملی سیاست کے معنوں میں بورژوازی کو اس کے طبقاتی دشمن کے تمام فوجی منصوبے حوالے کرکے ہمیشہ غداری کرے گا۔

یہ حقیقت ہے کہ پوری جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (اور یہی فرانسیسی اور دوسری پارٹیوں پر بھی صادق آتا ہے) صرف وہی کرتی ہے جس سے سیوڈیکم خوش ہوتا ہے یا جسے وہ برداشت کر سکتا ہے۔ قانوناً اور کچھ کیا نہیں جا سکتا۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں جو چیز بھی ایماندار اور واقعی اشتراکی ہوتی ہے وہ اس کے مرکزوں کی مخالفت میں، اس کی مرکزی کمیٹی اور مرکزی ترجمان سے احتراز کر کے، تنظیمی ضبط کو توڑ کر، گٹ بندی کی شکل میں، نئی پارٹی کے گمنام مرکزوں کی جانب سے کی جاتی ہے۔ اس کی مثال جرمن ''بائیں بازو'' کی اپیل سے دی جا سکتی ہے جو اس سال ۳۱ مئی کو «Berner Tagwacht» اخبار میں (۲۹) شائع ہوئی تھی۔ دراصل ایک نئی پارٹی ابھر رہی ہے، پروان چڑھ رہی ہے، مضبوط ہو رہی ہے، منظم کی جا رہی ہے، اصلی مزدوروں کی پارٹی، صحیح معنوں میں انقلابی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی، لیگین، سیوڈیکم، کاؤتسکی، ہاسے، شیڈےمان اور ان کے قبیل کی پرانی اور گندی قومی اعتدال‌پسند پارٹی سے مختلف۔ *

---

* ۴ اگست کی تاریخی رائےشماری (جنگی قرضے پر — مدیر) سے پہلے کیا ہوا وہ انتہائی خصوصیت کا حامل ہے۔ اس واقعہ پر سرکاری پارٹی نے نوکرشاہی ریاکاری کا پردہ ڈال رکھا ہے، یہ کہہ کر کہ اکثریت نے فیصلہ کیا اور سب نے متفق ہوکر حمایت میں رائے دی۔ لیکن اسٹروبیل نے اس ریاکاری کا رسالے «Die Internationale» میں پردہ چاک کردیا اور صداقت بیان کی۔ رائشتاغ کے سوشل ڈیموکریٹک ممبر دو گروہوں میں بٹ گئے تھے، ان میں ہر ایک نے آخری شرط پیش کی، یعنی اختلاف رائے کا فیصلہ، فیصلہ جس سے پھوٹ ظاہر ہوتی تھی۔ موقع‌پرستوں کے گروہ نے جو تقریباً ۳۰ افراد پر مشتمل تھا ہر حالت میں حمایت میں ووٹ دینے کا فیصلہ کیا۔ دوسرے بائیں بازو کے گروہ میں لگ‌بھگ ۱۵ ارکان تھے، جس نے — زیادہ فیصلہ کن طریقے سے نہیں — خلاف ووٹ دینے کا فیصلہ کیا۔ جب ''مرکز''، یا ''دلدل''، نے، جو کبھی معین رویہ اختیار نہیں کرتا،



Scanned by CamScanner

چنانچہ جب موقع پرست ''مونیٹر،، نے قدامت پرست اخبار «Preußische Jahrbücher» میں جو اگلا وہ تاریخی صداقت ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آج کی سوشل ڈیموکریسی دائیں جانب جھک گئی تو یہ موقع پرستوں (یعنی بورژوازی) کے لئے برا ہوگا — کیوں کہ ایسی صورت میں مزدور اس سے منہ موڑ لیں گے۔ موقع پرستوں (اور بورژوازی) کو ایسی پارٹی کی ضرورت ہے جیسی وہ آج ہے، ایسی پارٹی جس میں دایاں اور بایاں بازو مل جائے اور کاؤتسکی اس کی باضابطہ نمائندگی کرے۔ یہی شخص چکنے چپڑے اور ''خالص مارکسی،، فقروں کے ذریعے دنیا میں ہر چیز کے ساتھ مصالحت کر سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ الفاظ میں لوگوں، عوام الناس، مزدوروں کے لئے اشتراکیت اور انقلابی روح اور درحقیقت سیوڈیکمزم یعنی کسی بھی سنجیدہ بحران کے وقت بورژوازی کے ساتھ اتحاد۔ ہم نے کہا: کسی بھی بحران، کیوں کہ نہ صرف جنگ کے زمانے میں بلکہ کسی بھی سنجیدہ سیاسی ہڑتال کے وقت ''آزاد اور پارلیمانی،، برطانیہ یا فرانس اور ''جاگیری،، جرمنی فوراً کسی نہ کسی بہانے سے مارشل لا نافذ کر دیگا اس کے بارے میں کسی بھی صاحب عقل و رائے کو شبہ نہیں ہو سکتا۔

اوپر جو سوال اٹھایا گیا تھا کہ معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کے خلاف کس طرح جدوجہد کی جائے، اس کا اب ہمیں منطقی جواب مل جاتا ہے۔ معاشرتی جارحانہ قوم پرستی ایک قسم کی موقع پرستی ہے جو نسبتاً ''پرامن،، سرمایہ داری کے طویل دور میں اس حد تک پختہ ہوئی، اتنی مستحکم اور بےحیا بنی، اپنے سیاسی نظریے میں اتنی معین اور بورژوازی اور حکومتوں سے اتنی قریبی طور پر وابستہ ہو گئی کہ سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹیوں کے اندر ایسا رجحان برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ چھوٹے صوبجاتی شہروں کی پختہ سڑکوں پر چلنے کے لئے پتلے تلوں کے نازک جوتے ٹھیک ہو سکتے ہیں، لیکن اگر پہاڑوں پر

---

موقع پرستوں کے ساتھ ووٹ دیا تو بائیں بازو کو بری طرح شکست ہوئی اور اس نے بھی گھٹنے ٹیک دئیے! جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے ''اتحاد،، کی بات کرنا سراسر ریاکاری ہے جو اس پر پردہ ڈالتی ہے کہ موقع پرستوں کے دباؤ کی وجہ سے بالآخر بائیں بازو کو جھکنا پڑا۔

چلنا ہے تو اس کے لئے بھاری نعل دار جوتے چاہئیں۔ یورپ میں اشتراکیت نسبتاً پرامن دور سے ابھری جو تنگ اور قومی حدود میں بند تھا۔ ۱۵ — ۱۹۱۴ء کی جنگ چھڑنے کے بعد وہ اب انقلابی دور میں داخل ہو گیا ہے۔ بلاشبہ اب وقت آگیا ہے کہ موقع پرستی سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے، مزدور پارٹیوں سے اسے خارج کر دیا جائے۔

بین الاقوامی ارتقا کا نیا دور اشتراکیت کو ان فرائض سے دوچار کرتا ہے۔ لیکن وہ ابھی فوراً یہ ظاہر نہیں کرتا کہ مختلف ملکوں میں پیٹی بورژوا موقع پرست پارٹیوں سے سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کی علحدگی کا عمل کتنا تیز ہوگا اور اس کی کیا معین شکلیں ہوں گی۔ لیکن وہ واضح طور پر یہ محسوس کرنے کی ضرورت بالکل ظاہر کرتا ہے کہ یہ علحدگی ناگزیر ہے اور اسی نقطۂ نظر سے مزدور پارٹیوں کی تمام پالیسی کو مرتب کرنا چاہیے۔ ۱۵ — ۱۹۱۴ء کی جنگ تاریخ میں ایک ایسا عظیم موڑ ہے کہ موقع پرستی کی جانب رویہ وہ نہیں ہو سکتا جو پہلے تھا۔ جو واقع ہو چکا ہے اسے مٹایا نہیں جا سکتا۔ مزدوروں کے دماغ سے یا بورژوازی کے تجربے سے یا عام طور پر ہمارے عہد کے سیاسی اسباق سے یہ حقیقت نہیں مٹائی جا سکتی کہ بحران کے وقت موقع پرست مزدور پارٹیوں کے اندر ان عناصر کی بنیاد بنے جنھوں نے بورژوازی کے حق میں غداری کی۔ موقع پرستی — اگر یورپی پیمانے پر کہا جائے — جنگ سے پہلے اپنے عنفوان شباب میں تھی۔ جنگ چھڑنے کے بعد اب وہ پورے شباب پر آگئی ہے، اب اس کی "معصومیت" اور نوجوانی کی بات نہیں کی جا سکتی۔ ایک پوری کی پوری معاشرتی پرت ابھر آئی ہے جو پارلیمنٹ کے ارکان، صحافیوں، مزدوروں کے رہنماؤں، دفاتر کے مراعات یافتہ ملازموں اور پرولیتاریہ کے ایک حصے پر مشتمل ہے، وہ اپنے قومی بورژوازی کے ساتھ گھل مل گئی ہے جو اس کی قدردانی کرنے اور اس کو اپنے لئے ڈھالنے کے بہت ماہر ہے۔ تاریخ کی راہ نہ بدلی جا سکتی ہے اور نہ اسے روکا جا سکتا ہے — ہم بہادری سے آگے بڑھ سکتے ہیں اور بڑھنا چاہیے، ابتدائی قانونی مزدور تنظیموں سے لے کر جن پر موقع پرستی چھائی ہوئی ہے انقلابی تنظیموں تک جو یہ سمجھتی ہیں کہ اپنے آپ کو محض قانونی سرگرمیوں تک محدود نہ رکھیں، جو موقع پرست غداری سے اپنی حفاظت کر سکتی



Scanned by CamScanner

ہیں، پرولیتاریہ کی ایسی تنظیمیں جو ''اقتدار کی جدوجہد،، شروع کر رہا ہے، جدوجہد جس کا مقصد بورژوازی کا تختہ الٹنا ہے۔

برسبیل تذکرہ، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے خیالات کتنے غلط ہیں جو خود اپنے اور مزدوروں کے ذہن اس سوال سے پراگندہ کرتے ہیں کہ دوسری انٹرنیشنل کے گید، پلیخانوف، کاؤتسکی وغیرہ جیسے ممتاز رہنماؤں کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔ درحقیقت یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اگر یہ افراد نئے فرائض سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں تو انھیں الگ تھلگ رہنا پڑے گا، یا وہیں جہاں اب وہ ہیں، موقع پرستوں کی اسیری میں۔ اگر یہ لوگ اس ''اسیری،، سے اپنے آپ کو آزاد کر لیتے ہیں تو انقلابیوں کے کیمپ میں پھر شامل ہونے کے سلسلے میں انھیں مشکل ہی سے سیاسی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑے۔ ہر صورت میں مزدور تحریک میں رجحانات کے درمیان جدوجہد اور نئے دور بدلنے کے سوال کی جگہ افراد کے رول کے سوال کو دینا خلاف عقل ہے۔

## ۸

مزدور طبقے کی قانونی عوامی تنظیمیں، دوسری انٹرنیشنل کے دور میں اشتراکی پارٹیوں کی غالباً اہم ترین امتیازی خصوصیت ہیں۔ جرمن پارٹی کی زیررہنمائی وہ سب سے زیادہ مضبوط تھیں۔ اسی لئے ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۵ء کی جنگ نے یہاں شدید بحران پیدا کیا اور مسئلے میں شدت پیدا کردی۔ انقلابی سرگرمیاں جاری رکھنے کا نتیجہ یہ نکلتا کہ پولیس ان قانونی تنظیموں کو ختم کر دیتی۔ پرانی پارٹی نے — لیگین سے لے کر کاؤتسکی تک — موجودہ قانونی تنظیموں کو محفوظ رکھنے کی خاطر پرولیتاریہ کے انقلابی مقاصد کو قربان کر دیا۔ اس سے خواہ کتنا ہی انکار کیا جائے یہ ایک حقیقت ہے۔ پرولیتاریہ کے انقلاب کے حق کو کوڑیوں کے مول بیچ دیا گیا — ان تنظیموں کے عوض جن کا وجود پولیس کے مرہون منت ہو۔

جرمن سوشل ڈیموکریٹک ٹریڈیونینوں کے لیڈر کارل لیگین کا کتابچہ ہی لیجئے جس کا عنوان ہے ''ٹریڈ یونینوں کے عہدیداروں کو



Scanned by CamScanner

پارٹی کی اندرونی زندگی میں کیوں زیادہ سرگرمی سے حصہ لینا چاہیے؟،، (برلن، ۱۹۱۰ء)۔ یہ ایک مقالہ ہے جسے مصنف نے ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء کو ٹریڈیونینوں کے عہدیداروں کے جلسے میں پڑھا تھا۔ لیگین نے جو یہ لکچر پڑھا اور بعد میں کتابچے کی شکل میں شائع کیا اس میں بےحد دلچسپ دستاویز ہے، ورنہ اسے فوج کا سنسر منظور نہیں کرتا۔ یہ دستاویز — نام نہاد ''محلہ نیدربارنم (برلن کا مضاف) میں مقررین کے لئے خاکہ،، میں بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے خیالات پیش کئے گئے ہیں، اس میں پارٹی کے خلاف ان کا احتجاج ہے۔ دستاویز میں کہا گیا ہے کہ انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے ایک مخصوص عنصر کی پیش بینی نہیں کی اور کر بھی نہیں سکتے تھے، یعنی:

''کہ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور ٹریڈیونینوں کی پوری منظم قوت جنگی حکومت کی حمایت کرےگی اور یہ پوری قوت عوام کی انقلابی توانائی کو کچلنے کے لئے استعمال کی جائےگی۔ ،، (لیگین کا کتابچہ، صفحہ ۳۴)

یہ بالکل سچ ہے۔ مندرجۂ ذیل بیان بھی سچ ہے جو اسی دستاویز میں ہے:

''۴ اگست کو رائشتاغ میں سوشل ڈیموکریٹک گروہ کے ووٹ نے ثابت کر دیا کہ اگر مختلف رویے کی جڑیں عوام‌الناس میں گہری بھی ہوتیں تو بھی یہ رویہ آزمودہ پارٹی کی قیادت میں نہیں بلکہ پارٹی کے رہنما اداروں کی مرضی کے خلاف ہی، پارٹی اور ٹریڈیونینوں کی مزاحمت پر عبور حاصل کرکے ہی مسلط ہوسکتا تھا۔ ،،

یہ بالکل سچ ہے۔

''اگر رائشتاغ میں ۴ اگست کو سوشل ڈیموکریٹک گروہ نے اپنا فریضہ پورا کیا ہوتا تو شاید تنظیم کی خارجی شکل تباہ ہو جاتی لیکن روح باقی رہتی، وہ روح جس نے اشتراکیوں کے خلاف خاص قانون (۳۰) کے زمانے میں



Scanned by CamScanner

پارٹی کو متحرک رکھا اور اسے تمام مشکلات پر قابو
پانے میں مدد دی۔ ،،

لیگین کے کتابچے میں کہا گیا ہے کہ جو ''لیڈر،، اس کا لکچر سننے کےلئے جمع ہوئے تھے اور جن کو ٹریڈیونین کے سربراہ عہدیدار کہا جاتا ہے یہ سن کر ہنسے - یہ خیال کہ بحران کے وقت غیرقانونی انقلابی تنظیمیں قائم کرنا ممکن اور ضروری ہے (جیسا کہ اشتراکیت کے خلاف قانون کے وقت کیا گیا تھا) انہیں مضحکہ‌خیز معلوم ہوا - لیگین نے جو بورژوازی کا وفادار رکھوالا ہے، سینہ پیٹتے ہوئے کہا :

''ظاہر ہے کہ یہ نراجی خیال ہے : تنظیم توڑ
ڈالنا تاکہ عوام کے ذریعے مسئلہ حل ہو سکے - میرے
ذہن میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ نراجی خیال ہے !،،

''شاباش، شاباش !،، بورژوازی کے کاسہ‌لیسوں کی چیخیں سنائی دیں (لیگین کا کتابچہ، صفحہ ۳۷) جو اپنے آپ کو مزدور طبقے کی سوشل ڈیموکریٹک تنظیموں کے لیڈر بتاتے ہیں -

بڑی روح‌افزا تصویر ہے - بورژوا قانونیت نے لوگوں کو اتنا پست کر دیا ہے، انہیں اتنا مضحکہ‌خیز بنا دیا ہے کہ وہ انقلابی جدوجہد کی رہنمائی کےلئے دوسری قسم کی، غیرقانونی تنظیموں کی ضرورت کا تصور تک نہیں کر سکتے - لوگ اتنے گر گئے ہیں کہ وہ قانونی یونینوں کو جن کا وجود پولیس کے رحم‌و کرم پر قائم ہے دنیا کا آخری سرا سمجھتے ہیں، گویا کہ بحران کے زمانے میں ایسی یونینوں کی سربراہ اداروں کی طرح محافظت قابل تصور ہے - یہ موقع‌پرستی کی زندہ جدلیات ہے : محض قانونی یونینوں کی ترقی، اپنے آپ کو حساب کتاب تک محدود رکھنے کی احمق لیکن پرہیزگار عامیانہ لوگوں کی محض عادت نے ایسی حالت پیدا کر دی ہے جب بحران کے وقت یہ پرہیزگار عامیانہ لوگ غدار اور بے‌وفا ثابت ہوئے اور عوام‌الناس کی انقلابی توانائی کا گلا گھونٹنا چاہتے ہیں - یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے - انقلابی تنظیم کی تشکیل شروع کر دینا چاہیے — یہ تقاضہ ہے نئی تاریخی صورت‌حال کا پرولیتاری انقلابی اقدام کے عہد کا — لیکن



Scanned by CamScanner

اس کی ابتدا صرف پرانے لیڈروں، انقلابی توانائی کا گلا گھونٹنے والوں کے بغیر، پرانی پارٹی کے بغیر، اس کے خاتمے کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔

بے شک انقلاب دشمن عامیانہ لوگ چیختے ہیں ''نراج!''۔ جب موقع پرست ایڈورڈ ڈیوڈ نے کارل لیبکنیخت پر الزام لگایا تھا تو اس نے بھی چلا کر کہا تھا ''نراج''۔ جرمنی میں صرف وہ رہنما ایماندار اشتراکی باقی رہ گئے ہیں جنہیں موقع پرست نراجی قرار دیتے ہیں...

آج کی فوج کو لیجئے۔ یہ تنظیم کی اچھی مثال ہے۔ یہ تنظیم اس لئے اچھی ہے کہ یہ لچکیلی ہے اور ساتھ ہی کروڑوں لوگوں میں واحد عزم پیدا کرتی ہے۔ آج یہ کروڑوں لوگ ملک کے مختلف حصوں میں اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ کل لام بندی کا حکم جاری ہوگا اور وہ بھرتی کے لئے حاضر ہوں گے۔ آج وہ خندقوں میں پڑے ہوئے ہیں، اور یہ مہینوں تک جاری رہ سکتا ہے۔ کل انہیں حملہ کرنے کا دوسرا حکم ملے گا۔ آج وہ گولیوں اور گولوں سے محفوظ رہنے میں معجزے دکھا رہے ہیں، کل وہ دست بدست لڑائی میں معجزے دکھائیں گے۔ آج ان کے آگے بڑھے ہوئے دستے سرنگیں بچھا رہے ہیں، کل وہ سر پر اڑتے ہوئے طیارہ بازوں کی رہنمائی میں میلوں تک پیش قدمی کریں گے۔ جب لاکھوں لوگ واحد مقصد کے تحت اور واحد عزم سے متحرک ہو کر جدوجہد کے تبدیل ہونے والے حالات اور ضروریات کے مطابق اپنے رسل و رسائل اور رویے کی شکلیں بدلتے ہیں، مقام اور اپنی سرگرمیوں کو بدلتے ہیں، اپنے ہتیاروں اور اوزاروں کو بدلتے ہیں — تو یہ سب اصلی تنظیم ہے۔

بورژوازی کے خلاف مزدور طبقے کی جدوجہد پر بھی اسی کا اطلاق ہوتا ہے۔ آج انقلابی حالت نہیں ہے۔ جو حالات عوام الناس میں بے چینی پیدا کرتے ہیں یا ان کی سرگرمیاں بڑھاتے ہیں موجود نہیں ہیں۔ آج آپ کو بیلٹ کی پرچی دی جاتی ہے — اسے آپ لیتے ہیں اور منظم ہونا سیکھتے ہیں تاکہ آپ اسے اپنے دشمن کے خلاف بطور ہتیار استعمال کر سکیں۔ ان لوگوں کو بڑے بڑے پارلیمانی عہدے دلوانے کے لئے نہیں جو جیل جانے کے ڈر سے اپنی پارلیمانی نشستوں سے چمٹے رہتے ہیں۔ کل بیلٹ کی پرچی آپ سے واپس لے لی جاتی ہے اور بندوق یا شاندار، تیزی سے چلنے والی، جدید ترین مشین گن آپ کے ہاتھ میں تھما دی جاتی ہے — آپ موت اور تباہی کا یہ ہتیار لیتے ہیں اور ٹسوے بہانے والوں پر توجہ نہیں دیتے جو جنگ سے

۴۰



Scanned by CamScanner

ڈرتے ھیں - دنیا میں ابھی بہت کچھ باقی ھے جسے مزدور طبقے کی نجات کے لئے آ گ اور لوھے سے تباہ کرنا ضروری ھے - جب عوام‌الناس میں غصہ اور بےباکی بڑھے، جب انقلابی صورت‌حال پیدا ھو نئی تنظیمیں قائم کرنے کی اور موت و تباھی کے ان کارگر ھتیاروں کو اپنی حکومت اور اپنے بورژوازی کے خلاف استعمال کرنے کی تیاری کیجئیے-

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آسان کام نہیں ھے - اس کے لئے تیاری کی سخت سرگرمیاں اور قربانیاں درکار ھیں - یہ تنظیم اور جدوجہد کی نئی شکل ھے اور اس کا بھی سیکھنا ضروری ھے - اور علم غلطیوں اور پسپائیوں کے بغیر حاصل نہیں ھوتا - طبقاتی جدوجہد کی اس شکل کا انتخابات میں شرکت سے تعلق ایسا ھی ھے جیسا کہ قلعے پر حملے کا تعلق داؤپیچ، کوچ یا خندقوں میں قیام سے ھوتا ھے- اکثر ایسا نہیں ھوتا کہ تاریخ جدوجہد کی اس شکل کو فریضہ اول کی طرح پیش کرے- لیکن اس کی اھمیت آنےوالے کئی عشروں تک محسوس کی جاتی ھے - وہ دن جب جدوجہد کا یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ھے، اور جسے استعمال کرنا ضروری ھے دوسرے تاریخی ادوار کے درجنوں برسوں کے برابر ھوتے ھیں -

کاؤٹسکی اور لیگین کا مقابلہ کیجئیے - کاؤٹسکی لکھتا ھے :

''جب تک پارٹی چھوٹی تھی جنگ کے خلاف ھر احتجاج کی پروپیگنڈے کے پہلو سے قیمت تھی کہ وہ بہادری کا عمل ھے... پچھلے کچھ عرصے سے روسی اور سربیائی رفیقوں کے عمل کو عام طور پر سراھا جا رھا ھے - پارٹی جتنی زیادہ مضبوط ھوتی ھے اتنے ھی زیادہ اس کے فیصلوں کے مقاصد میں پروپیگنڈے کے ملحوظات عملی نتائج کے اندازے کے ساتھ گتھ جاتے ھیں - تو پھر دونوں مقاصد کو مساوی درجہ دینا زیادہ مشکل ھو جاتا ھے حالانکہ ان میں سے کسی کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا - اس لئے ھم جتنے زیادہ مضبوط ھوتے ھیں ھر نئی اور پیچیدہ صورت‌حال میں ھمارے درمیان اختلافات زیادہ آسانی سے پیدا ھوتے ھیں - ،، (''بین‌الاقوامیت اور جنگ،، ' صفحہ ۳۰)



Scanned by CamScanner

کاؤتسکی کے دلائل لیگین سے ان معنوں میں مختلف ھیں کہ وہ ریاکارانہ اور بزدلانہ ھیں۔ درحقیقت کاؤتسکی لیگین کی انقلابی سرگرمیوں کی شرمناک دست‌برداری کو جائز قرار دیتا ھے، اس کی حمایت کرتا ھے۔ لیکن ایسا وہ چھپ کر اپنے خیالات کا قطعی طور پر اظہار کئے بغیر کرتا ھے۔ وہ اشاروں کنایوں سے پہلو بدلتا ھے اور لیگین اور روسیوں کے انقلابی رویے دونوں کو سراھتا ھے۔ ھم روسی لوگ انقلابیوں کی جانب اسی قسم کا رویہ صرف اعتدال‌پسندوں میں دیکھنے کے عادی ھوگئے ھیں۔ اعتدال‌پسند ھمیشہ انقلابیوں کی ''بہادری،، تسلیم کرنے پر آمادہ رہتے ھیں لیکن ساتھ ھی وہ اپنا انتہائی موقع‌پرست طریقۂ کار ترک کرنے پر کسی طرح راضی نہیں ھوتے۔ خوددار انقلابی لوگ کاؤتسکی کے ''سراھنے،، کو کبھی قبول نہیں کریں‌گے اور سوال اس طرح پیش کرنے کو حقارت سے ٹھکرا دیں‌گے۔ اگر صورت‌حال انقلابی نہ ھوتی، اگر انقلابی اقدام کا پروپیگنڈہ لازمی نہ ھوتا تو روسیوں اور سربیوں کا عمل غلط ھوتا اور ان کا طریقۂ کار بھی صحیح نہ ھوتا۔ لیگین اور کاؤتسکی جیسے سورماؤں کو کم از کم اپنے اعتقادات پر یقین اور انھیں برملا کہنے کی جرأت ھونا چاھیے۔

لیکن اگر روسیوں اور سربیوں کا طریقۂ کار ''تعریف،، کا مستحق ھے تو پھر ''مضبوط،، جرمن، فرانسیسی پارٹیوں وغیرہ کے اس کے برعکس طریقۂ کار کو صحیح قرار دینا غلط اور مجرمانہ بات ھے۔ جان بوجھ کر ایک مبہم اسلوب — ''عملی نتائج،، — کے ذریعے کاؤتسکی یہ واضح صداقت چھپا رہا ھے کہ عظیم اور مضبوط پارٹیاں خائف تھیں کہ ان کی تنظیمیں ختم کر دی جائیں‌گی، ان کے فنڈ ضبط ھو جائیں‌گے اور حکومت ان کے رھنماؤں کو گرفتار کرلےگی۔ اس کا مطلب یہ ھوا کہ انقلابی طریقۂ کار کے جو ناخوشگوار ''عملی نتائج،، برآمد ھوتے ان کی آڑ لےکر کاؤتسکی اشتراکیت کے ساتھ غداری کو جائز قرار دے رہا ھے۔ کیا یہ مارکسزم کی عصمت‌دری نہیں ھے؟

''ھمیں گرفتار کر لیا جاتا،، ایک سوشل ڈیموکریٹک رکن نے، جس نے رائشتاغ میں ۴ اگست کو جنگی قرضوں کی حمایت میں رائے دی تھی، برلن میں مزدوروں کے ایک جلسے میں اعلان کیا۔ مزدوروں نے چلا کر جواب دیا: ''تو اس میں کیا ھرج تھا؟،،

اگر جرمن اور فرانسیسی محنت‌کش عوام میں انقلابی جذبہ

4—2991

پیدا کرنے اور انقلابی اقدام کی تیاری کرنے کی ضرورت کا کوئی اشارہ نہ تھا تو جرأت‌آمیز تقریر پر پارلیمنٹ کے رکن کی گرفتاری مختلف ملکوں کے پرولیتاریوں کے انقلابی کام میں اتحاد کی اپیل کی طرح مفید ثابت ہوتی۔ ایسا اتحاد قائم کرنا آسان نہیں ہوتا۔ اس لئے پارلیمنٹ کے ارکان پر جو بلندی پر تھے اور پورا سیاسی منظر ان کے سامنے تھا، اور بھی لازم تھا کہ وہ پیش قدمی کرتے۔

کسی بھی انقلابی عوامی اقدام کے دور کا تو ذکر ہی کیا، نہ صرف جنگ کے زمانے میں بلکہ ہر شدید سیاسی صورت‌حال میں بھی آزادترین بورژوا ملکوں تک کی حکومتیں قانونی تنظیموں کو ختم کرنے، ان کے فنڈ کو ضبط کرنے، ان کے رہنماؤں کو گرفتار کرنے کی ہمیشہ دھمکی دیں گی، اور اسی قسم کے دوسرے ''عملی نتائج،، سے ڈرائیں گی۔ ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ کیا اس بنیاد پر موقع پرستوں کی صفائی پیش کریں، جیسا کہ کاؤٹسکی کر رہا ہے؟ لیکن اس کا مطلب سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کو قومی اعتدال‌پسند مزدور پارٹیوں میں تبدیل کرنے کے مترادف ہوگا۔

اشتراکی صرف ایک نتیجہ اخذ کر سکتا ہے، یہ کہ ''یورپی،، پارٹیوں کی خالص قانونیت، اور صرف قانونیت اب فرسودہ ہو چکی ہے، اور سرمایہ داری کے سامراجی دور میں ارتقا نے اسے بورژوا مزدور پالیسی کی بنیاد بنا دیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ کرنا چاہیے: غیرقانونی بنیاد، غیر قانونی تنظیم کی تخلیق، غیرقانونی سوشل ڈیموکریٹک کام ایک بھی قانونی محل و موقع سے دستبردار ہوئے بغیر۔ تجربہ بتائے گا کہ یہ کام کس طرح کیا جائے، بشرطیکہ یہ راہ اختیار کرنے کی خواہش موجود ہو اور اس کی ضرورت کا احساس بھی ہو۔ ۱۴ — ۱۹۱۲ء میں روس کے انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے ثابت کر دیا کہ یہ مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔ دوما میں مزدوروں کے نمائندے مورانوف نے عدالتی کارروائی کے وقت دوسروں کے مقابلے میں بلند کردار کا مظاہرہ کیا۔ اسے سائبیریا جلاوطن کر دیا گیا۔ اس نے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ — ''وزارتی،، پارلیمانیت کے علاوہ (ہنڈرسن، سمبات اور وانڈیرویلڈے سے لے کر سیوڈیکم اور شیڈےمان تک، یہ دو آخرالذکر بھی مکمل طور پر ''وزارتی،، ہیں اگرچہ انھیں پیش کمرے سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں ہے!) — غیرقانونی اور انقلابی پارلیمانیت بھی ہو



Scanned by CamScanner

سکتی ہے ۔ اگر کوسوفسکی اور پوتریسوف چاہیں تو کاسہ‌لیسوں کی ''یورپی،، پارلیمانیت کی تعریف کر سکتے ہیں یا اسے قبول بھی کر سکتے ہیں — ہم مزدوروں سے ہمیشہ کہیں گے کہ ایسی قانونیت، لیگین، کاؤٹسکی، شیڈے‌مان چھاپ کی ایسی سوشل ڈیموکریسی صرف حقارت کی مستحق ہے ۔

# ۹

خلاصہ یہ کہ:

دوسری انٹرنیشنل کے انہدام کا انتہائی واضح اظہار یورپ کی اکثر سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کی اپنے عقائد اور اشٹوٹ‌گارٹ اور باسل کی سنجیدہ قراردادوں کے ساتھ علانیہ غداری ہے ۔ لیکن یہ انہدام جو موقع پرستی کی مکمل فتح اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کی قومی اعتدال پسند مزدور پارٹیوں میں تبدیلی کا نشان ہے دوسری انٹرنیشنل کے پورے تاریخی عہد — انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کی ابتدا — کا نتیجہ ہے ۔ اس عہد کے خارجی حالات — مغربی یورپی بورژوا اور قومی انقلابوں کی تکمیل سے اشتراکی انقلابوں کی ابتدا کے عبور — نے موقع پرستی کو جنم دیا اور پروان چڑھایا ۔ اس دور میں بعض یورپی ممالک کے اندر مزدور تحریک اور اشتراکی تحریک میں پھوٹ پڑی جو بنیادی طور پر موقع پرستی کے خطوط پر تھی (برطانیہ، اٹلی، ھالینڈ، بلغاریہ اور روس)۔ دوسرے ملکوں میں بھی ان ھی خطوط پر مختلف رجحانات کے درمیان طویل اور شدید جدوجہد ہوئی (جرمنی، فرانس، بیلجیم، سویڈن اور سوئٹزرلینڈ) ۔ جنگ عظیم نے جو بحران پیدا کیا اس نے تمام پردے چاک کر ڈالے، روایات کو بہالے گیا اور ایک ایسا پھوڑا عیاں کیا جو پک چکا تھا ۔ اس بحران نے موقع پرستی کا یہ اصلی کردار آشکار کیا کہ وہ بورژوازی کی اتحادی ہے ۔ اس عنصر کا مزدور پارٹیوں سے تنظیمی قطع تعلق لازمی ہو گیا ہے ۔ سامراج کا دور ایک پارٹی کے اندر انقلابی پرولیتاریہ کے ہراول اور مزدور طبقے کی نیم پیٹی بورژوا اشرافیہ کے وجود کی اجازت نہیں دیتا جسے ''اپنی،، قوم کے ''عظیم طاقتی،، رتبے کی ہیچ مراعات حاصل ہوتی ہیں ۔ یہ پرانا نظریہ کہ موقع پرستی واحد پارٹی میں ایک ایسا ''جائز رنگ،، ہے جس میں



Scanned by CamScanner

''انتہاپسندیوں،، کی گنجائش نہیں اب مزدوروں کے لئے زبردست دھوکہ اور مزدور تحریک کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن گیا ہے - کھلی موقع پرستی، جس سے مزدور طبقے کو فوراً کراہت ہوتی ہے، اتنی خطرناک اور نقصان‌ده نہیں ہے جتنا کہ اعتدال کا یہ نظریہ - یہ نظریہ موقع پرست عمل کو صحیح ثابت کرنے کے لئے مارکسی اصطلاحیں استعمال کرتا ہے اور مختلف سوفسطائیتوں سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ انقلابی اقدام قبل از وقت ہے، وغیرہ - اس نظریے کا سب سے ممتاز نقیب کاؤتسکی ہے اور وہ دوسری انٹرنیشنل کا رہنما عہدیدار بھی ہے - اس نے اپنے آپ کو ایک مکمل ریاکار اور مارکسزم کی عصمت‌فروشی کے فن میں ماہر ظاہر کر دیا ہے - لاکھوں پر مشتمل جرمن پارٹی کے وہ تمام ممبر جو ایماندار، طبقاتی شعور رکھنےوالے اور انقلابی ہیں انھوں نے اس نام‌نہاد مستند شخصیت سے نفرت کے ساتھ منہ موڑ لیا ہے جس کی سیوڈیکم اور شیڈےمان اتنے جوش و خروش سے مدافعت کرتے ہیں -

پرولیتاری عوام‌الناس — جن کے تقریباً ۹۰ فیصدی سابق لیڈر بورژوازی سے جاملے ہیں، جارحانہ قوم‌پرستی کے سیلاب، مارشل لا اور جنگی سنسر کے دباؤ کے سامنے غیرمتحد اور بےبس ہیں - لیکن جنگ خارجی انقلابی صورت‌حال پیدا کر رہی ہے، اور یہ وسعت پارہی ہے اور بڑھ رہی ہے، لازمی طور پر انقلابی جذبہ پیدا کر رہی ہے - وہ تمام بہترین اور سب سے زیادہ طبقاتی شعور رکھنےوالے پرولیتاریوں کو پختہ بنا رہی ہے، ان میں بصیرت پیدا کر رہی ہے - عوام‌الناس کے مزاج میں یکایک تبدیلی نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ روزافزوں حقیقت سے قریب آتی جا رہی ہے - یہ تبدیلی اس سے ملتی جلتی ہے جو روس میں ۱۹۰۵ء کی ابتدا میں ''گاپون کی تحریک،، (۳۱) کے سلسلے میں نظر آتی تھی، جب چند ماہ میں اور بعض وقت چند ہفتوں کے دوران پسماندہ پرولیتاری عوام‌الناس سے لاکھوں پر مشتمل ایک ایسی فوج ابھری جس نے پرولیتاریہ کے انقلابی ہراول کو رہبر تسلیم کیا - ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ طاقتور انقلابی تحریک اس جنگ کے فوراً بعد پیدا ہوگی یا اس کے دوران میں، لیکن ہر صورت میں صرف اسی سمت میں کام کو اشتراکی کام کہا جا سکتا ہے - خانہ جنگی کا نعرہ اس کام کا خلاصہ بیان کرتا ہے اور اس کی سمت معین کرتا ہے - یہ نعرہ ان لوگوں کو



Scanned by CamScanner

متحد اور مستحکم کرتا ہے جو اپنی حکومت اور اپنے بورژوازی کے خلاف پرولیتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

روس میں انقلابی سوشل ڈیموکریٹک پرولیتاری عناصر کے پیٹی بورژوا موقع پرست عناصر سے مکمل قطع تعلق کی راہ مزدور طبقے کی تحریک کی پوری تاریخ نے ہموار کی۔ جو لوگ اس تاریخ کو نظر انداز کرتے ہیں اور ''گٹ بندی'' سے الگ رہ کر اپنے آپ کو روس میں پرولیتاری پارٹی کی تشکیل کے اصل عمل کو سمجھنے کا نا اہل بنا لیتے ہیں، جو موقع پرستی کی مختلف نوعیتوں کے خلاف جدوجہد کے برسوں کے دوران پروان چڑھی ہے، اس تحریک کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ تمام ''عظیم'' طاقتوں میں جو موجودہ جنگ میں شریک ہیں روس ہی وہ تنہا ملک ہے جسے حال میں انقلاب کا تجربہ ہوا۔ انقلاب کے بورژوا ماہیہ کے سبب، جس میں پرولیتاریہ نے فیصلہ کن حصہ لیا، مزدور تحریک میں بورژوا اور پرولیتاری رجحانات کے درمیان پھوٹ ہونا لازمی تھی۔ لگ بھگ بیس سال کے دوران، (۱۸۹۴ء تا ۱۹۱۴ء) جب سے روسی سوشل ڈیموکریسی کا ایک ایسی تنظیم کی حیثیت سے وجود قائم ہے جس کے عوامی مزدور تحریک کے ساتھ رابطے ہیں (صرف ایک نظریاتی رجحان کی طرح نہیں جیسا کہ ۱۸۸۳ء–۱۸۹۴ء میں تھا)، پرولیتاری انقلابی رجحانات اور پیٹی بورژوا موقع پرست رجحانات کے درمیان جدوجہد رہی ہے۔ ۱۸۹۴ء–۱۹۰۲ء کی ''معاشیات پرستی'' بلاشبہ آخرالذکر رجحان تھا۔ اس کے کئی دلائل اور نظریاتی امتیازی خصوصیات — مارکسزم کو ''استرووے'' انداز میں مسخ کرنا، موقع پرستی کا جواز نکالنے کے لئے ''عوام'' کا نام لینا وغیرہ — کاؤتسکی، کوناؤ، پلیخانوف وغیرہ کے موجودہ بازاری مارکسزم سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ سوشل ڈیموکریٹوں کی موجودہ نسل کو پرانے ''ربوچایا مسل'' (۳۲) اور ''ربوچیے دیلو'' (۳۳) اور آج کے کاؤتسکی میں مشابہت بتانا بڑا خوشگوار فریضہ ہے۔

آئندہ دور (۱۹۰۳ء — ۸) میں ''مینشویزم'' معاشیات پرستی کا نظریاتی اور تنظیمی پہلوؤں سے براہ راست جانشین تھا۔ روسی انقلاب میں اس نے ایسا طریقۂ کار اختیار کیا جس کا خارجی طور پر مطلب یہ تھا کہ پرولیتاریہ اعتدال پسند بورژوازی کے ماتحت رہے، اور اسی طریقۂ کار نے پیٹی بورژوا موقع پرست رجحانات ظاہر کئے۔ جب آنے والے

دور (۱۴ — ۱۹۰۸ء) میں مینشویک رجحان کے خاص دھارے نے انسدادپرستی کو جنم دیا تو اس رجحان کی طبقاتی اھمیت اتنی واضح ھو گئی کہ مینشویزم کے بہترین نمائندوں نے ''ناشا زاریا،، گروہ کی پالیسی کے خلاف ھمیشہ احتجاج کیا۔ یہی وہ تنہا واحد گروہ ھے جو گذشتہ پانچ چھ برسوں میں عوام میں مزدور طبقے کی انقلابی مارکسی پارٹی کے خلاف باقاعدہ سرگرم رھا۔ اور جو ۱۵ — ۱۹۱۴ء کی جنگ میں معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست بن گیا! اور وہ بھی ایک ایسے ملک میں جہاں مطلق‌العنانی کا ھنوز راج ھے، بورژوا انقلاب ابھی تک مکمل نہیں ھوا ھے اور جس کی ۴۳ فیصدی آبادی اکثریت پر ظلم کرتی ھے جو ''غیر روسی،، قوموں پر مشتمل ھے۔ ''یورپی،، نوعیت کے ارتقا کا، جب پیٹی بورژوازی کی مخصوص پرتیں خاص کر دانش‌ور اور مزدور اشرافیہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ''اپنی،، قوم کی ''عظیم طاقتی،، مراعات کے ساجھےدار بن سکتے ھیں، تو روس میں بھی اس مظہر کا ھونا لازمی ھے۔

روس کے مزدور طبقے اور مزدوروں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی پوری تاریخ نے انھیں ''بین‌الاقوامی،، طریقۂکار کی تربیت دی ھے، یعنی ایسا طریقۂکار جو سچا انقلابی اور ثابت‌قدم انقلابی ھو۔

---

مزید۔ اس مضمون کی طباعت شروع ھو گئی تھی کہ اخبارات میں کاؤٹسکی، ھاسے اور برن‌اشٹین کا مشترکہ منشور شائع ھوا۔ انھوں نے دیکھ لیا ھے کہ عوام بائیں جانب جھک رھے ھیں۔ چنانچہ اب وہ بائیں بازو سے ''صلح کرنے،، کےلئے تیار ھیں — قدرتی طور پر سیوڈیکموں کے ساتھ ''صلح،، برقرار رکھنے کی قیمت پر۔ بالکل بازاری عورت (Mädchen für alle) !

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

## تشریحی نوٹ

۱ - بین الاقوامی اشتراکی بیورو — دوسری انٹرنیشنل کی مجلس عاملہ جس کی تشکیل پیرس میں ۱۹۰۰ء میں بین الاقوامی اشتراکی کانگریس نے کی تھی - ۱۹۰۵ء سے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے نمائندے کی حیثیت سے لینن اس کے رکن تھے - صفحہ ۳

۲ - ''بند،، — لتھوانیا، پولینڈ اور روس کے یہودی مزدوروں کی عام یونین - ۱۸۹۷ء میں قائم ہوئی، اس میں زیادہ تر مغربی روس کے یہودی دستکار شامل تھے - پہلی عالمی جنگ (۱۸ — ۱۹۱۴ء) کے زمانے میں ''بند،، والوں کا جارحانہ قوم پرست رویہ رہا - ''بند،، کی غیرملکی تنظیم کا خبرنامہ جون ۱۹۱۱ء سے جون ۱۹۱۶ء تک نکلتا رہا - کل ۱۱ شمارے شائع ہوئے - صفحہ ۳

۳ - اشٹوٹ گارٹ بین الاقوامی اشتراکی کانگریس ۱۹۰۷ء میں ۱۸ سے ۲۴ اگست تک ہوئی تھی - اس کانگریس میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے ۳۷ نمائندوں نے شرکت کی - لینن، لوناچارسکی، لتوینوف اور دیگر بالشویکوں کے نمائندے تھے -

کانگریس کا زیادہ تر کام کمیشنوں نے کیا - انھوں نے عام اجلاسوں کے لئے قراردادوں کے مسودے تیار کئے - لینن اس کمیشن کے رکن تھے جس نے ''عسکریت پرستی اور بین الاقوامی تصادم،، پر قرارداد تیار کی تھی - روزا لکسمبرگ کے ساتھ لینن نے بیبیل کی قرارداد میں یہ ترمیم پیش کی کہ جنگ سے جو



Scanned by CamScanner

بحران پیدا ہو اس سے فائدہ اٹھانا اشتراکیوں کا فرض ہے، انھیں چاہیے کہ وہ سرمایہ‌داری کا تختہ الٹنے کےلئے عوام کو بیدار کریں۔ کانگریس نے یہ ترمیم منظور کر لی۔ یہ بین‌الاقوامی مزدور تحریک میں موقع‌پرستی پر انقلابی قوتوں کی بڑی فتح تھی۔

دوسری انٹرنیشنل کی باسل کانگریس ۲۴—۲۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو ہوئی۔ یہ ایک خاص کانگریس تھی جو جنگ بلقان اور سر پر منڈلاتی ہوئی عالمی جنگ کے سلسلے میں منعقد کی گئی تھی۔ کانگریس نے جو منشور منظور کیا اس میں آنےوالی جنگ کے سامراجی کردار پر زور دیا گیا اور تمام ملکوں کے اشتراکیوں سے اپیل کی گئی کہ وہ جنگ کے خلاف سرگرم عمل ہوں۔ صفحہ ۳

۴۔ ”ناشے سلووا“ (ہمارا قول) — مینشویک تروتسکی‌پرست روزنامہ اخبار تھا جو ”گولوس“ کی جگہ پیرس سے جنوری ۱۹۱۵ء سے ستمبر ۱۹۱۶ء تک شائع ہوتا رہا۔ صفحہ ٦

۵۔ انسدادپرست — ۱۹۰۵—۰۷ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی میں مینشویک گروہ کا ایک نظریاتی رجحان۔ انسدادپرستوں کا مطالبہ تھا کہ پرولیتاریہ کی انقلابی غیرقانونی پارٹی توڑ ڈالی جائے اور اس کی جگہ موقع‌پرست پارٹی قائم کی جائے جسے زار کی حکومت سے قانونی سرگرمیوں کی اجازت حاصل ہو۔ پارٹی کی ایک خاص کانفرنس میں جو جنوری ۱۹۱۲ء میں ہوئی انسداد پرستوں کو اپنی صفوں سے باھر نکال دیا گیا۔ صفحہ ۷

٦۔ «Die Internationale» — ایک رسالہ جسے روزا لکسمبرگ اور فرانز مہرنگ نے شائع کرنا شروع کیا تھا۔ اس کا صرف ایک شمارہ برلن سے اپریل ۱۹۱۵ء میں شائع ہو سکا۔ جسے جرمنی میں نومبر انقلاب کے بعد ۱۹۱۸ء میں بحال کیا گیا۔ صفحہ ۷



Scanned by CamScanner

۷ - اتحاد ثلاثہ — برطانیہ عظمی، فرانس اور زار کے روس کا فوجی اور سیاسی اتحاد جو ۱۹۰۷ء میں قائم ہوا تھا ۔ صفحہ ۸

۸ - استروویت — مارکسزم کے اندر اعتدال‌پسند بورژوا رجحان ۔ اس کا نام روس میں ''قانونی مارکسزم'' کے سب سے بڑے نمائندے استرووے کے نام پر پڑا ۔ صفحہ ۱۰

۹ - ''سوتسیال دیموکرات'' کے شماروں ۳۴، ۴۰ اور ۴۱ میں لینن کے یہ مضامین شائع ہوئے تھے: ''جنگ پر ایک جرمن آواز''، ''خانہ جنگی کے نعرے کی مثال''، ''بورژوا خدام حلق اور انقلابی سوشل ڈیموکریسی'' ۔

''سوتسیال دیموکرات'' — روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان ۔ فروری ۱۹۰۸ء سے جنوری ۱۹۱۷ء تک غیر قانونی اخبار کی طرح شائع ہوتا رہا ۔ کل ملا کر ۵۸ پرچے شائع ہوئے — پہلے روس میں، پھر بعد کو بدیس میں: پیرس اور جنیوا میں ۔ ''سوتسیال دیموکرات'' میں لینن کے ۸۰ سے زیادہ مضامین اور تشریحات شائع ہوئیں ۔ ۱۹۱۱ء میں لینن اس کے مدیر ہو گئے ۔ صفحہ ۱۴

۱۰ - یہاں جرمنی، آسٹریاہنگری اور اٹلی کے سامراجی اتحاد کا ذکر ہے جو ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۲ء تک رہا ۔ صفحہ ۱۸

۱۱ - ''ژیزن'' (زندگی) — اشتراکی انقلابی پارٹی کا اخبار جو مارچ ۱۹۱۵ء سے جنوری ۱۹۱۶ء تک شائع ہوا، پہلے پیرس سے اور بعد کو جنیوا سے ۔ یہ اخبار ''مسل'' (فکر) کی جگہ شائع کیا گیا تھا جسے مارچ ۱۹۱۵ء میں بند کر دیا گیا ۔ صفحہ ۲۱

۱۲ - گلوبندوالا آدمی — اسی نام کے چیخوف کے افسانے کا ایک کردار، تنگ‌نظر، عامیانہ آدمی کی تمثیل جو ہر نئی چیز اور اقدام سے ڈرتا ہے ۔ صفحہ ۳۰

۱۳ - یہ جرمن شاعر گوئٹے کا مقولہ ہے ۔ صفحہ ۳۴



Scanned by CamScanner

۱۴ - بولیگن دوما — ایک مشاورتی نمائندہ ایوان جسے زار کی حکومت ۱۹۰۵ء میں منعقد کرنا چاہتی تھی - اس مشاورتی ریاستی دوما کا مسودۂقانون اور انتخابات کے ضابطے ایک کمیشن نے تیار کئے تھے - اس کمیشن کا صدر وزیر داخلہ بولیگن تھا - یہ سب ۶ اگست ۱۹۰۵ء کو زار کے منشور کے ساتھ شائع ہوئے تھے - بالشویکوں نے بولیگن دوما کا سرگرمی سے بائیکاٹ کیا - ''... بولیگن دوما کبھی منعقد ھی نہیں ہوئی - قبل اس کے کہ اس کا اجلاس ہو انقلابی طوفان اسے بہا کر لے گیا - '' (لینن) - صفحہ ۳۹

۱۵ - برن کی کانفرنس — روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے مختلف گروہوں کی کانفرنس جو بدیس میں تھے - یہ سوئٹزرلینڈ کے شہر برن میں ۲۷ فروری سے ۴ مارچ تک ۱۹۱۵ء میں ہوئی - یہ کانفرنس لینن کی پہل‌قدمی پر بلائی گئی تھی اور اس کا درجہ بالشویک عام کانفرنس کا تھا کیوں‌کہ جنگ کے زمانے میں کل روسی کانفرنس منعقد کرنا ناممکن تھا - اس میں پیرس، زیورچ، جنیوا، برن اور لاؤسان کے بالشویک گروہوں نے حصہ لیا - ''باؤگی'' گروہ بھی شامل تھا - لینن مرکزی کمیٹی اور اس کے ترجمان (''سوتسیال دیموکرات'') کے نمائندہ تھے - انھوں نے کانفرنس کی کارروائی کی رہبری کی - کانفرنس کے ایجنڈے میں خاص موضوع ''جنگ اور پارٹی کے فرائض'' پر رپورٹ پیش کی - کانفرنس نے جنگ کے متعلق تجویز منظور کی جسے لینن نے تحریر کیا تھا - صفحہ ۴۰

۱۶ - ژوریسیسٹ — فرانسیسی سوشلسٹ ژوریس کے حامی جو فرانسیسی سوشلسٹ تحریک کے دائیں اور اصلاح‌پرست بازو کا لیڈر تھا - ''تنقید کی آزادی'' کے مطالبے کے بہانے ژوریسیسٹ مارکسزم کے بنیادی اصولوں میں ترمیم چاہتے تھے اور بورژوازی کے ساتھ پرولیتاریہ کے طبقاتی تعاون کی وکالت کرتے تھے - ۱۹۰۲ء میں انھوں نے فرانس کی اصلاح پسند اشتراکی پارٹی قائم کی جس کی پوزیشن اصلاح‌پرست تھی - صفحہ ۴۴



Scanned by CamScanner

۱۷ - مینشویک — روس کی سوشل ڈیموکریسی میں پیٹی بورژوا اور موقع پرست رجحان جو مزدور طبقے کو بورژوازی کے مفادات کے تابع رکھنا چاہتا تھا ۔ مینشویک نام روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی اگست ۱۹۰۳ء میں دوسری کانگریس میں پڑا ۔ اس وقت مرکزی اداروں کے انتخاب میں وہ اقلیت (روسی میں مینشینستوو) میں تھے اور لینن کی رہنمائی میں انقلابی سوشل ڈیموکریٹ اکثریت (روسی میں بالشینستوو) میں ۔ اس کے بعد وہ بالترتیب مینشویک اور بالشویک کہلائے ۔

پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں دوسری انٹرنیشنل کی تمام موقع پرست پارٹیوں کی طرح مینشویکوں نے بھی معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کا راستہ اختیار کیا ۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد مینشویک عارضی بورژوا حکومت میں شامل ہو گئے اور اس کی سامراجی پالیسی کو سہارا دیا ۔ اکتوبر کے اشتراکی انقلاب کے بعد مینشویکوں نے سوویت عوام کے خلاف انقلاب دشمن بورژوازی اور زمینداروں کی مسلح انقلاب دشمن جدوجہد میں حصہ لیا ۔ صفحہ ۴۴

۱۸ - گید کا رجحان — فرانس میں انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں اشتراکی تحریک میں انقلابی مارکسی رجحان جس کا رہنما گید تھا ۔ ۱۹۰۱ء میں انقلابی جدوجہد کے حامیوں نے گید کی رہبری میں فرانسیسی اشتراکی پارٹی کی بنیاد ڈالی ۔ ۱۹۰۵ء میں گید کے حامیوں نے فرانس کی اصلاح پسند اشتراکی پارٹی سے اتحاد قائم کیا ۔ فرانس کی اشتراکی پارٹی میں گید کے حامیوں نے مرکزیت پسند رویہ اختیار کیا ۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں انھوں نے معاشرتی جارحانہ قوم پرستی اپنائی ۔ اور خود گید فرانس کی سامراجی حکومت میں شامل ہو گیا ۔ صفحہ ۴۴

۱۹ - برن اشٹینزم — مارکسزم کے خلاف بین الاقوامی سوشل ڈیموکریسی میں ایک رجحان جس کی ابتدا انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی ۔ یہ جرمن سوشل ڈیموکریٹ ایڈورڈ برن اشٹین کے نام پر پڑا ۔ اس نے بورژوا اعتدال پسندی کے خطوط پر مارکس کی انقلابی تعلیمات میں ترمیمیں کیں ۔



Scanned by CamScanner

روس میں برن اشٹین کے چیلے ''قانونی مارکسی''، معاشیات پرست، ''بند'' کے حامی اور مینشویک تھے۔ صفحہ ۴۴

۲۰۔ ملیرانزم — ایک موقع پرست رجحان جو فرانسیسی ''اشتراکی'' میلیراں کے نام سے وابستہ ہے جو ۱۸۹۹ء میں فرانس کی رجعت پرست حکومت میں شامل ہو گیا اور بورژوازی کو اپنی پالیسی چلانے میں مدد دی۔ صفحہ ۴۴

۲۱۔ «Vorwärts» (اگلی صف) — روزنامہ اخبار، جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ترجمان۔ یہ لیبکنیخت کی ادارت میں ۱۸۷۶ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے صفحات پر اینگلس نے موقع پرستی کے تمام مظاہر کے خلاف جدوجہد کی۔ اینگلس کی وفات کے بعد دسویں دھائی کے آخری نصف میں «Vorwärts» میں موقع پرستوں کے مضامین باقاعدہ شائع ہوئے جو جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل پر چھائے ہوئے تھے۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے دوران یہ اخبار جارحانہ قوم پرست بن گیا۔ عظیم اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد یہ سوویت دشمن پروپیگنڈہ کا گڑھ ہو گیا۔ یہ برلن سے ۱۹۳۳ء تک شائع ہوتا رہا۔ صفحہ ۴۷

۲۲۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی — ۱۹۱۱ء میں مینچیسٹر میں قائم ہوئی تھی۔ اس کی بنیاد دراصل سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن تھی جس کی داغ بیل ۱۸۸۴ء میں ڈالی گئی تھی اور جس کا آگے چل کر سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا نام پڑا۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی مارکسزم کا پروپیگنڈہ کرتی تھی اور وہ ''موقع پرستوں کی نہیں بلکہ واقعی لبرلوں سے آزاد'' پارٹی تھی (لینن)۔ ارکان کی کمی اور عوام الناس سے علحدگی کے سبب اس نے تنگ نظر رویہ اختیار کیا۔

عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے دوران اس پارٹی میں دو رجحانات پیدا ہوئے — ایک کھلم کھلا جارحانہ قوم پرست تھا جس کا رہنما ہنڈے مان تھا، اور دوسرا

بین الاقوامیت پسند جس کے علم بردار انک پن، روتھ اشٹائین وغیرہ تھے - اپریل ۱۹۱۶ء میں پارٹی دو حصوں میں بٹ گئی - جب ہنڈےمان اور اس کے حامی اقلیت میں ہو گئے تو انہوں نے پارٹی کو چھوڑ دیا - اس کے بعد بین الاقوامیت پسندوں نے برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی قیادت سنبھال لی اور سامراجی جنگ کے خلاف جدوجہد کی - برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی پہل قدمی پر ۱۹۲۰ء میں برطانیہ کی کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی گئی اور اس کی مقامی شاخوں کی اکثریت کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گئی - صفحہ ۵۲

۲۳ - فےبین — اصلاح پسند اور انتہائی موقع پرست فےبین پارٹی کے رکن - یہ انگلستان کے بورژوا دانشوروں کے ایک گروہ نے ۱۸۸۴ء میں قائم کی تھی - انجمن کا نام روسن جنرل فےبین کنکتاتور (لیت و لعل کرنےوالا) پر ہے جو انتظار کرنے اور فیصلہ کن لڑائیوں سے بچنے کے طریقۂ کار کےلئے مشہور ہے - اس کے بارے میں لینن نے کہا کہ فےبین سوسائٹی ''موقع پرستی اور اعتدال پسند پالیسی کا مکمل ترین اظہار ہے،، - فےبین پرولیتاریہ کو طبقاتی جدوجہد سے ہٹانا چاہتے تھے اور اس کی وکالت کرتے تھے کہ چھوٹی موٹی اصلاحات کے ذریعے سرمایہ داری پرامن طریقے سے اور بتدریج اشتراکیت تک عبور کر سکتی ہے - عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں (۱۹۱۴ — ۱۸ء) فےبینوں نے معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کا رویہ اختیار کیا - صفحہ ۵۲

۲۴ - انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی — اسے جیمس کیر ہارڈی، ریمزے میکدانلڈ وغیرہ نے ۱۸۹۳ء میں قائم کیا تھا - اس کا دعوی تھا کہ وہ بورژوا پارٹیوں سے سیاسی طور پر آزاد ہے - لیکن درحقیقت وہ ''اشتراکیت سے آزاد اور اعتدال پسندی کے تحت،، تھی (لینن) - پہلی عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) میں انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی نے شروع میں جنگ کے خلاف ایک منشور شائع کیا (۱۳ اگست ۱۹۱۴ء) - لیکن بعد میں جب فروری ۱۹۱۵ء میں اتحادی اشتراکیوں کی لندن کانفرنس ہوئی تو اس



Scanned by CamScanner

کے نمائندوں نے جارحانہ قوم پرست تجویز کی حمایت کی جو اس کانفرنس میں منظور ہوئی۔ آئندہ انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی کے لیڈر مجہول امن پسندی کی آڑ لے کر معاشرتی جارحانہ قوم پرستی پر گامزن رہے۔ جب ۱۹۱۹ء میں کومنٹرن قائم ہوئی تو عام ارکان کے دباؤ سے جو بائیں جانب جھک رہے تھے اس پارٹی نے دوسری انٹرنیشنل کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۲۱ء میں انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی نام نہاد ڈھائی انٹرنیشنل میں شامل ہو گئی اور اس کے انہدام کے بعد پھر دوسری انٹرنیشنل کی رکن بن گئی۔ صفحہ ۵۲

۲۵ - <u>پراودازم</u> — اخبار ''پراودا'' (صداقت) کے نام پر، یعنی بالشوزم۔

''پراودا'' — روزنامہ بالشویک اخبار جو سینٹ پیٹرسبرگ سے قانونی طور پر شائع ہوتا تھا۔ اس کا لینن کی ہدایت کا پہلا شمارہ ۲۲ اپریل (۵ مئی) ۱۹۱۲ء کو نکلا۔

''پراودا'' کی طباعت کے اخراجات مزدور پورے کرتے تھے۔ اس کی اشاعت یومیہ ۴۰ ہزار سے ۶۰ ہزار تک تھی۔ ایک ایک کاپی کو درجنوں مزدور پڑھتے تھے۔

اس زمانے میں بالشویکوں کا نام ''پراودا'' کے چیلے تھا۔ لینن بدیس سے ''پراودا'' کی رہنمائی کرتے تھے، اخبار کے لئے تقریباً روز لکھتے تھے اور مدیروں کو ہدایات بھیجتے تھے۔

زار کی حکومت نے آٹھ بار ''پراودا'' پر پابندی لگائی۔ لیکن وہ مختلف ناموں سے شائع ہوتا رہا۔

سامراجی جنگ چھڑنے سے عین پہلے ۸ (۲۱) جولائی ۱۹۱۴ء کو ''پراودا'' پر پابندی لگا دی گئی۔ وہ پھر فروری انقلاب کے بعد ۵ (۱۸) مارچ ۱۹۱۷ء سے مرکزی کمیٹی اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پیٹرسبرگ کی شاخ کے ترجمان کی حیثیت سے شائع ہونے لگا۔ جولائی — اکتوبر ۱۹۱۷ء میں جب عارضی حکومت نے ''پراودا'' پر پابندیاں عائد کیں تو وہ چار مختلف ناموں سے یکے بعد دیگرے شائع ہوتا رہا۔



Scanned by CamScanner

۲۷ اکتوبر (۹ نومبر) ۱۹۱۷ء سے وہ پھر اپنے اصلی پرانے نام ''پراودا،، سے نکل رہا ہے۔ صفحہ ۵۲

۲۶ - تیس‌نیاکی — بلغاریہ کی انقلابی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی، ۱۹۰۳ء میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے کٹ کر قائم ہوئی۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء میں تیس‌نیاکی نے سامراجی جنگ کی مخالفت کی۔ ۱۹۱۹ء میں وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی رکن بن گئی اور بلغاریہ میں کمیونسٹ پارٹی قائم کی۔ صفحہ ۵۳

۲۷ - «L'Humanité» — فرانس کی اشتراکی پارٹی کا روزنامہ ترجمان جس کی بنیاد ۱۹۰۴ء میں ژوریس نے ڈالی تھی۔ عالمی سامراجی جنگ کے وقت (۱۸ — ۱۹۱۴ء) اخبار پر فرانس کی اشتراکی پارٹی کے انتہائی دائیں بازو کا قبضہ ہو گیا اور اس نے معاشرتی جارحانہ قوم‌پرستی کی راہ اختیار کرلی۔ جب شہر تور میں دسمبر ۱۹۲۰ء کی کانگریس میں پارٹی منقسم ہو گئی اور فرانسیسی کمیونسٹ‌پارٹی قائم ہوئی تو وہ اس کا ترجمان ہو گیا۔ اب بھی وہ پیرس سے کمیونسٹ پارٹی کے ترجمان کی حیثیت سے شائع ہوتا ہے۔ صفحہ ۵۴

۲۸ - برسلز بلاک — جو ''تیسری جولائی کے بلاک،، کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اس نے برسلز میں اتحاد کانفرنس (۱۶ — ۱۸ جولائی ۱۹۱۴ء) میں تشکیل پائی۔ یہ بین‌الاقوامی اشتراکی بیورو کی مجلس عاملہ کی پہل پر منعقد کی گئی تھی جس کا مقصد روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی میں اتحاد بحال کرنے کے امکان پر ''تبادلۂ خیال،، کرنا تھا۔ اس کانفرنس کے نمائندے یہ تھے: روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی، (مینشویکوں کی) تنظیمی کمیٹی اور اس سے ملحق تنظیمیں — قفقاز کی علاقائی کمیٹی اور ''بوربا،، گروپ (تروتسکی کے حامی)، دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروہ (مینشویک)، پلیخانوف کا ''یدنستوو،، گروہ، ''وپریود،، گروہ، ''بند،،، لتویا کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی، لتھوانیا کی سوشل



Scanned by CamScanner

ڈیموکریسی، پولینڈ کی سوشل ڈیموکریسی، پولینڈ کی اشتراکی پارٹی (بایاں بازو) وغیرہ۔

اس حقیقت کے باوجود کہ کانفرنس کا دائرۂعمل تبادلۂخیال تک محدود تھا اور اسے ایسی تجاویز منظور کرنے کا اختیار نہیں تھا جن کے دوسرے پابند ہوں کاؤتسکی کی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے اتحاد کے متعلق تجویز پر رائے شماری ہوئی۔ بالشویکوں اور لتویا کے سوشل ڈیموکریٹوں نے رائے شماری میں حصہ لینے سے انکار کر دیا لیکن تجویز کثرت رائے سے منظور کر لی گئی۔

اس بہانے سے کہ وہ بالشویکوں اور انسدادپرستوں کے درمیان ''ثالث'' کا رول ادا کر رہی ہے اور پارٹی میں، امن، قائم کرنا چاہتی ہے دوسری انٹرنیشنل نے مطالبہ کیا کہ بالشویک انسدادپسندوں کی مصالحت‌پسند پالیسی کی تنقید نہ کریں۔ لیکن بالشویک مصالحت پر آمادہ نہیں ہوئے: انھوں نے موقع پرست دوسری انٹرنیشنل کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا اور اعلان کیا کہ وہ کوئی رعایت دینے پر تیار نہیں ہوں گے۔ صفحہ ۵۵

۲۹ - لینن نے اس اپیل کا حوالہ دیا ہے جسے کارل لیبکنیخت نے لکھا تھا جس کا عنوان تھا: ''خاص دشمن گھر کے اندر ہے''۔ صفحہ ۵۶

۳۰ - <u>اشتراکیوں کے خلاف خاص قانون</u> — ۱۸۷۸ء میں جرمنی میں بسمارک کی حکومت نے جاری کیا۔ اس کا مقصد مزدور اور اشتراکی تحریک کو کچلنا تھا۔ اس قانون کے تحت سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی تمام تنظیمیں توڑ دی گئیں، عوامی مزدور تنظیموں، مزدور پریس کو ختم کر دیا گیا، اشتراکی ادب ضبط کر لیا گیا۔ سوشل ڈیموکریٹوں پر ظلم و تشدد کیا گیا اور وہ جلاوطن کر دے گئے۔ ۱۸۹۰ء میں پر زور عوامی مزدور تحریک کے نتیجے میں اشتراکیوں کے خلاف یہ خاص قانون ہٹا لیا گیا۔ صفحہ ۶۰

۳۱ - ''گاپون کی تحریک'' — پادری گاپون کے نام پر جو زار کی خفیہ پولیس کا آدمی تھا۔ انقلابی جدوجہد سے مزدوروں کی توجہ ہٹانے کے لئے اس نے ''کارخانے کے مزدوروں کی روسی انجمن'' قائم کی تھی۔ اس نے ۹ (۲۲) جنوری ۱۹۰۵ء کو اشتعال انگیزی کے مقصد سے سینٹ پیٹرسبرگ میں مزدوروں کا ایک مظاہرہ منظم کیا۔ اس کا مقصد زار کو عرضی پیش کرنا تھا۔ مظاہرین پر زار کی فوج نے گولیاں برسائیں۔ ۹ جنوری کے واقعات نے ۱۹۰۵ — ۷ء کے انقلاب کا آغاز کیا۔ صفحہ ٦٧

۳۲ - ''ربوچایا مسل'' (مزدوروں کی فکر) — ''معاشیات پرستوں'' کا اخبار جو ۱۸۹۷ء سے ۱۹۰۳ء تک شائع ہوتا رہا۔ لینن نے ''اسکرا'' میں اپنے مضامین میں اور اپنی تصنیف ''کیا کیا جائے؟'' میں بھی ''ربوچایا مسل'' کے خیالات کی تنقید کی اور اسے بین الاقوامی موقع پرستی کی روسی قسم قرار دیا۔ صفحہ ٦٨

۳۳ - ''ربوچیے دیلو'' (مزدوروں کا نصب العین) — ''معاشیات پرستوں'' کا رسالہ جو ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء تک جنیوا سے بدیس میں روسی سوشل ڈیموکریٹوں کی لیگ کے ترجمان کی طرح وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا۔ رسالے کے خیالات پر لینن نے ''اسکرا'' اور کتاب ''کیا کیا جائے؟'' میں نکتہ چینی کی۔ صفحہ ٦٨

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

# ناموں کا اشاریہ

## — الف —

استرووے، پیوتر بیرنگاردووچ (۱۸۷۰ء تا ۱۹۴۴ء) — روسی بورژوا ماہرمعاشیات اور صحافی، کیدت پارٹی کا ایک لیڈر - انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ''قانونی مارکسزم'' کا نمایاں نمائندہ، معاشیات اور فلسفے پر مارکس کی تعلیمات میں ''اضافے'' اور ''تنقید'' کی اور مارکسزم اور مزدور تحریک کو بورژوازی کے مفاد کے تحت رکھنے کی کوشش کی - صفحہ ۲۲ -

اسٹروبیل، ہنرخ (۱۸۶۹ء تا ۱۹۴۵ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ - پہلی عالمی جنگ شروع ہونے پر سامراجی جنگ کی مخالفت کی - گروپ ''انٹرنیشنل'' میں شامل ہوا، اور اس میں کاؤتسکی کے حامیوں کی نمائندگی کی - ۱۹۱۶ء میں وہ کاؤتسکی کی پالیسی کا پوری طرح حامی بن گیا - ۱۹۱۷ء میں جرمنی کی آزاد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی قائم کرنے میں پہل‌قدمی کی - صفحہ ۵۶ -

اکسلرود، پاویل بوریسووچ (۱۸۵۰ء تا ۱۹۲۸ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ - روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبرپارٹی کی دوسری کانگریس (۱۹۰۳ء) کے بعد مینشویک اور انسدادپرست ہوگیا - پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸) میں قول میں مرکزیت‌پرست لیکن عمل میں معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست تھا - صفحات ۷، ۹، ۱۵، ۱۶، ۴۴ -

الیکسنسکئی، گریگوری الیکسیئوچ (پیدائش ۱۸۷۹ء) — ۱۹۰۵ — ۷ء کے انقلاب کے دنوں سوشل ڈیموکریٹ، بالشویک - عالمی سامراجی جنگ کے دوران معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست زارشاہی کی توسیع پسندی کی پالیسی کا حامی - صفحہ ۵۲ -



Scanned by CamScanner

اینگلس فریڈرخ (۱۸۲۰ء تا ۱۸۹۵ء) — سائنسی کمیونزم کے ایک بانی، بین الاقوامی پرولیتاریہ کے ناخدا اور معلم، مارکس کے دوست اور رفیق کار - صفحات ۱۹، ۲۰، ۲۱ -

— ب —

برانٹنگ، کارل یالمار (۱۸۶۰ء تا ۱۹۲۵ء) — سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا لیڈر، موقع پرست - عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست - ۱۹۱۷ء میں ایڈین کی مخلوط حکومت میں شامل ہو گیا - صفحہ ۵۳ -

برن اشٹین، ایڈورڈ (۱۸۵۰ء تا ۱۹۳۲ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہائی موقع پرست گروہ اور دوسری انٹرنیشنل کا لیڈر، ترمیم پرستی اور اصلاح پسندی کا نظریہ داں - صفحہ ۶۹ -

بریلس فورد، ہنری نوئیل (پیدائش ۱۸۷۳ء) — انگلستان کا بورژوا صحافی اور مجہول امن پسند - صفحہ ۱۷ -

بسولاٹی، لیوندا (۱۸۵۷ء تا ۱۹۲۰ء) — اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی کا ایک بانی، اس کے اصلاح پسند گروہ کا لیڈر - ۱۹۱۲ء میں سوشلسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا اور ''سماجی اصلاحی پارٹی'' قائم کی - عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے دوران معاشرتی جارحانہ قوم پرست، اتحاد ثلاثہ کی جانب اٹلی کو جنگ میں شریک کرنے کا حامی - صفحہ ۵۳ -

بیلگر، ایرون (۱۸۷۵ء تا ۲۲ — ۱۹۱۹ء کے درمیان) — جرمنی کا بورژوا سیاسی لیڈر، صحافی، شاہی پرست، جارحانہ قوم پرست، جرمن سامراج کا وکیل - صفحہ ۵۰ -

— پ —

پانے کوئیک، انٹونی (۱۸۷۳ء تا ۱۹۶۰ء) — ہالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ - ۱۹۰۷ء میں اخبار «De Tribune» جاری کیا جو

ہالینڈ کے سوشل ڈیموکریٹوں کے بائیں بازو کا ترجمان تھا۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں بین الاقوامیت پسند رویہ اختیار کیا۔ صفحات ۱۰، ۵۳ -

پلیخانوف، گیورگی والینتینووچ (۱۸۵۶ء تا ۱۹۱۸ء) — روسی اور بین الاقوامی مزدور تحریک کے ممتاز رہنما، روس میں مارکسزم کے پہلے مبلغ، روس میں پہلے روسی مارکسی گروہ ''محنت کی نجات'' کے بانی (۱۸۸۳ء)۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس (۱۹۰۳ء) کے بعد مینشویک بن گئے۔ پہلی عالمی جنگ (۱۸ — ۱۹۱۴ء) کے زمانے میں معاشرتی جارحانہ قوم پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد روس واپس آگئے۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کی جانب ان کا رویہ منفی تھا لیکن سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد میں شریک نہیں ہوئے۔ صفحات ۵، ۶، ۷، ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲، ۴۴، ۴۵، ۵۲، ۵۵، ۵۹، ۶۸ -

پوتریسوف، الیکساندر نیکولائیوچ (استاروویر) (۱۸۶۹ء تا ۱۹۳۴ء) — مینشوزم کا ایک لیڈر۔ رجعت پرستی کے دور (۱۰ — ۱۹۰۷ء) میں انسداد پرست۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت (۱۸ — ۱۹۱۴ء) معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ صفحات ۱۸، ۶۵ -

پیش، جارج (۱۸۶۷ء تا ۱۹۰۷ء) — انگریز بورژوا ماہر معاشیات، مجہول امن پسند، عالمی معاشی اور سیاسی مسائل پر کئی کتابوں کا مصنف۔ صفحات ۱۷، ۲۸ -

— ٹ —

ٹرولسٹرا، پیٹر ایلیس (۱۸۶۰ء تا ۱۹۳۰ء) — ہالینڈ کی مزدور تحریک کا رہنما، دائیں بازو کا اشتراکی۔ ہالینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کا ایک بانی اور لیڈر، موقع پرست۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں جرمنی کی حمایت میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ صفحہ ۵۳ -

— ج —

جیفن، رابرٹ (۱۸۳۷ء تا ۱۹۱۰ء) — انگلستان کا بورژوا ماہر معاشیات اور اعداد و شمار، سرمایہ داری کا وکیل۔ صفحہ ۱۷ -



Scanned by CamScanner

— چ —

چیرنوف، وکٹر میخائیلووچ (گاردینن) (۱۸۷۶ء تا ۱۹۵۲ء) — اشتراکی انقلابیوں کا ایک رہنما اور نظریہ‌داں - مارکسزم کے خلاف مضامین لکھا کرتا تھا - صفحہ ۲۱ -

— د —

دیوما، چارلس (پیدائش ۱۸۸۳ء) — فرانس کا اشتراکی، صحافی اور مصنف - عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست - صفحہ ۶ -

— ڈ —

ڈیلائسی، فرانسس (پیدائش ۱۸۷۳ء) — فرانسیسی پیٹی بورژوا ماہر معاشیات، سینڈی‌کالسٹ، مجہول امن پسند - صفحہ ۸ -

ڈیوڈ، ایڈورڈ (۱۸۶۳ء تا ۱۹۳۰ء) — جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹوں کے دائیں‌بازو کا ایک لیڈر، ترمیم‌پرست - پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست - صفحات ۶، ۳۵، ۶۲ -

— ر —

رادیک، کارل بیرنگاردووچ (۱۸۸۵ء تا ۱۹۳۹ء) — گالیشیا، پولینڈ اور جرمنی میں سوشل ڈیموکریٹک تحریک کا سرگرم کارکن - عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں بین الاقوامیت‌پسند - قوموں کے حق خوداختیاری کے مسئلے پر غلط رویہ اختیار کیا - ۱۹۱۷ء سے بالشویک - ۱۹۲۳ء سے تروتسکی کے مخالف گروہ کا سرگرم کارکن - پارٹی مخالف سرگرمیوں کے سبب پارٹی سے خارج کر دیا گیا - صفحہ ۱۰ -

رتسلیر، کورٹ (روئیڈورفر) (۱۸۸۲ء تا ۱۹۵۵ء) — جرمنی کا ڈپلومیٹ، فلسفی، صحافی، جرمنی کی سامراجی بورژوازی کے اعتدال پسند شاہی‌پرست گروہ کا ایک نمائندہ - عالمی سیاست کے مسائل کا مصنف - صفحہ ۵۰ -



Scanned by CamScanner

روبیس پیر، ماکسی ملیان ماری ازیدور (۱۷۵۸ء تا ۱۷۹۴ء) — اٹھارویں صدی کے آخر میں عظیم فرانسیسی بورژوا انقلاب کا رہنما، جیکوبین نوازوں کا رہنما، عملاً انقلابی حکومت کا حقیقی سربراہ ۱۷۹۳ — ۹۴ء میں - صفحہ ۲۱ -

روپشین — اصلی نام ساونکوف -

روئیڈورفر — اصلی نام رتسلیر کورٹ -

— ژ —

ژیلیابوف، آندریئی ایوانووچ (۱۸۵۰ء تا ۱۸۸۱ء) — بلند پایہ روسی انقلابی، "نرودنایا وولیا"، پارٹی کی تنظیم کرنے والا اور اس کا رہنما - ژیلیابوف ان پہلے نرودنیکوں میں تھا جنھوں نے زارشاھی کے خلاف سیاسی جدوجہد کی ضرورت کو تسلیم کیا - اسی کی رہنمائی میں زار الیکساندر دوئم پر قاتلانہ حملہ منظم کیا گیا - زار کے یکم مارچ ۱۸۸۱ء کے قتل کے سلسلے میں اسے سزائے موت ملی - صفحہ ۲۱ -

— س —

سارتوریوس فون والٹرس ہاؤزین، اگسٹ (پیدائش ۱۸۵۲ء) — جرمن بورژوا ماہرمعاشیات، جرمن سامراج کا وکیل - عالمی سیاست اور معاشیات کے مسائل پر مصنف - صفحہ ۵۰ -

ساونکوف، بوریس وکتوروِوچ (۱۸۷۹ء تا ۱۹۲۵ء) — اشتراکی انقلابیوں کا ایک کارکن - سوویت عوام کے خلاف انقلاب دشمن سرگرمیاں منظم کیں - صفحہ ۲۱ -

سلاندرا، انتونیو (۱۸۵۳ء تا ۱۹۳۱ء) — اٹلی کا سرکاری سربراہ، اٹلی کے صنعتی اجارہ داروں اور بڑے زمینداروں کے "اعتدال پسند بلاک"، کے انتہائی دائیں بازو کا ایک لیڈر - ۱۹۱۴ — ۱۶ء میں اٹلی کا وزیراعظم - اتحاد ثلاثہ کے ساتھ عالمی سامراجی جنگ میں شریک کرانے میں پہل قدمی کی - صفحہ ۲۱ -



Scanned by CamScanner

سمبات، مارسیل (۱۸۶۲ء تا ۱۹۲۲ء) — فرانس کی سوشلسٹ پارٹی کا ایک رہنما۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک فرانس کی سامراجی ''قومی دفاع کی حکومت'' میں سماجی کاموں کا وزیر رہا۔ صفحات ۵۴، ۵۵، ۶۵۔

سیوڈیکم، البرٹ (۱۸۷۱ء تا ۱۹۴۴ء) — جرمنی کے سوشل ڈیمو کریٹوں کا ایک موقع پرست لیڈر، ترمیم پرست۔ عالمی سامراجی جنگ کے وقت (۱۹۱۴ — ۱۸ء) معاشرتی سامراج پرست۔ صفحات ۱۳، ۳۷، ۴۲، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۶۵، ۶۷، ۶۹۔

## — ش —

شولٹزے، ارنسٹ (۱۸۷۴ء تا ۱۹۴۳ء) — جرمن ماہرمعاشیات، جرمن سامراج کا وکیل۔ صفحہ ۳۱۔

شیڈے مان، فلپ (۱۸۶۵ء تا ۱۹۳۹ء) — جرمن سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کے انتہائی دائیں بازو اور موقع پرست گروہ کا ایک رہنما۔ ۱۹۱۱ء سے پارٹی کے بورڈ کا رکن۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ صفحات ۴۶، ۵۶، ۶۵، ۶۶، ۶۷۔

## — ف —

فائرباخ، لیوڈوک آنڈریاس (۱۸۰۴ء تا ۱۸۷۲ء) — جرمنی کا ممتاز فلسفی مادیت پسند، دہریہ، مارکسزم کا ایک پیش رو۔ صفحہ ۳۵۔

## — ک —

کاؤتسکی، کارل (۱۸۵۴ء تا ۱۹۳۸ء) — جرمنی کے سوشل ڈیمو کریٹوں اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک رہنما، ابتدا میں مارکسی، بعد میں مارکسزم سے غداری کی اور خطرناک قسم کی موقع پرستی اختیار کی — مرکزیت کا نظریہ‌داں بن گیا۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ رجعت‌پرست نظریے بالائے سامراج کا



Scanned by CamScanner

خالق ۔ روس میں اشتراکی انقلاب اور سوویت اقتدار کا مخالف ۔ صفحات، ۷ — ۵، ۹، ۱۰، ۱۶ — ۱۲، ۲۰ — ۱۸، ۲۲، ۳۰ — ۲۴، ۴۸ — ۳۲، ۵۷ — ۵۴، ۵۹، ۶۶ — ۶۳، ۶۸، ۶۹ ۔

کائیو، ژوزیف (۱۸۶۳ء تا ۱۹۴۴ء) — فرانس کا سرکاری سربراہ، ریڈیکل پارٹی کا ایک رہنما ۔ عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) تک وزیر مالیات، وزیراعظم اور وزیر داخلہ رہا ۔ اس کی پالیسی جرمن نواز تھی ۔ صفحہ ۱۷ ۔

کلازوٹز، کارل (۱۷۸۰ء تا ۱۸۳۱ء) — پروشیائی جنرل، عسکریت کا اہم نظریہ دان، نپولین کی اور دوسری جنگوں کی تاریخ کا مصنف ۔ صفحات ۱۸، ۲۰ ۔

کوسوفسکی (۱۸۷۰ء تا ۱۹۴۱ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک ۔ عالمی سامراجی جنگ کے وقت معاشرتی جارحانہ قوم پرست ۔ صفحات ۳، ۶۵ ۔

کوناؤ، ہنریخ (۱۸۶۲ء تا ۱۹۳۶ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ، تاریخ دان، ماہر عمرانیات و نسلیات ۔ ابتدا میں مارکسیسٹوں کے ساتھ تھا پھر ترمیم پرست بن گیا اور مارکسزم کو مسخ کیا ۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں معاشرتی سامراج کا نظریہ دان ۔ صفحات ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۲۲، ۳۷، ۶۸ ۔

— گ —

گاردینن — اصلی نام چیرنوف ۔

گاری بالڈی، جوزیپیے (۱۸۰۷ء تا ۱۸۸۲ء) — اٹلی کا قومی ہیرو، اٹلی کی انقلابی جمہوریت کا روح رواں، ممتاز سپہ سالار ۔ ۶۷ — ۱۸۴۸ء میں بیرونی غلامی، جاگیردارانہ اور مطلق العنان نظام، کلیسائی رجعت پرستی کے خلاف اور اٹلی کے اتحاد کے لئے جدوجہد کی رہبری کی ۔ صفحہ ۲۱ ۔

گریم، رابرٹ (۱۸۸۱ء تا ۱۹۵۸ء) — سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک رہنما ۔ عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں



Scanned by CamScanner

مرکزیت پرست، زیمروالڈ اور کنٹال کی کانفرنسوں کا شریک، بین الاقوامی اشتراکی کمیشن کا صدر - صفحہ ۵۳ -

گرے اولح، ہرمان (۱۸۴۲ء تا ۱۹۲۵ء) — سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی کا ایک بانی، اس کے دائیں بازو کا لیڈر - پہلی عالمی جنگ کے وقت معاشرتی جارحانہ قوم پرست - صفحہ ۵۳ -

گوچکوف، الیکساندر ایوانووچ (۱۸۶۲ء تا ۱۹۳۶ء) — روسی سرمایہ دار، اکتوبریوں کی پارٹی کا منتظم اور رہنما - صفحہ ۲۱ -

گورٹر، ہرمان (۱۸۶۴ء تا ۱۹۲۷ء) — ہالینڈ کا بائیں بازو کا سوشل ڈیموکریٹ، صحافی - عالمی سامراجی جنگ کے دوران بین الاقوامیت پسند، زیمروالڈ کے بائیں بازو کا حامی - صفحہ ۵۳ -

گوئٹے، جوہان وولف گانگ (۱۷۴۹ء تا ۱۸۳۲ء) — عظیم جرمن شاعر اور فلسفی - صفحہ ۳۶ -

گید، ژول (بازل، ساتیے) (۱۸۴۵ء تا ۱۹۲۲ء) — فرانس میں اشتراکی تحریک اور دوسری انٹرنیشنل کا منتظم اور رہنما - گید نے مارکسزم کے خیالات پھیلانے اور فرانس میں اشتراکی تحریک کو بڑھانے میں بہت کچھ کیا - لیکن دائیں بازو کے اشتراکیوں کے خلاف جدوجہد میں تنگ نظر رویہ اختیار کیا - پہلی عالمی سامراجی جنگ میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست رویہ اختیار کیا، پھر فرانس کی بورژوا حکومت میں شامل ہو گیا - صفحات ۵، ۶، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۵۹ -

— ل —

لاسال، فیرڈیناند (۱۸۲۵ء تا ۱۸۶۴ء) — جرمن اشتراکی، کل جرمن مزدور یونین کا بانی - اہم سیاسی مسائل کی جانب موقع پرست رویہ اختیار کیا - اس پر مارکس اور اینگلس نے اس کی سخت نکتہ چینی کی - صفحہ ۳۴ -

لائڈ جارج، ڈیوڈ (۱۸۶۳ء تا ۱۹۴۵ء) — برطانوی حکومت کا کارکن، اعتدال پسندوں کا لیڈر - ۱۹۱۶ — ۲۲ء میں برطانیہ کا وزیر اعظم - صفحات ۱۷، ۲۸ -



Scanned by CamScanner

لکسمبرگ، روزا (۱۸۷۱ء تا ۱۹۱۹ء) — جرمنی، پولینڈ کی اور بین الاقوامی مزدور تحریک کی ممتاز رہنما، دوسری انٹرنیشنل کے بائیں بازو کی ایک لیڈر ۔ جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کی ایک بانی ۔ جنوری ۱۹۱۹ء میں انقلاب دشمنوں نے ان کو قتل کر دیا ۔ صفحات ۷، ۳۶، ۴۲، ۴۳ ۔

لوکاس، چارلس پریسٹ وڈ (۱۸۵۳ء تا ۱۹۳۱ء) — انگریز نوآبادیاتی نظام میں حاکم اور مورخ ۔ برطانوی سامراج کا وکیل ۔ نوآبادکار برطانوی سلطنت کی تاریخ کا مصنف ۔ صفحہ ۵۰ ۔

لیبکنیخت، کارل (۱۸۷۱ء تا ۱۹۱۹ء) — جرمن اور بین الاقوامی مزدور تحریک کا ممتاز رہنما ۔ عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے برسوں میں انقلابی بین الاقوامیت پسند رویہ اختیار کیا ۔ انقلابی "اسپارٹک یونین"، کا منتظم اور رہنما ۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کا ایک بانی، برلن میں جنوری ۱۹۱۹ء میں مزدوروں کی مسلح بغاوت کا رہبر ۔ مسلح بغاوت کے بعد انقلاب دشمنوں نے ان کو ہلاک کر دیا ۔ صفحہ ۶۲ ۔

لیگین، کارل (۱۸۶۱ء تا ۱۹۲۰ء) — دائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، جرمن ٹریڈیونینوں کا ایک لیڈر، ترمیم پرست ۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کے وقت معاشرتی جارحانہ قوم پرست ۔ صفحات ۴۶، ۵۶، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۴، ۶۶ ۔

لینش، پاؤل (۱۸۷۳ء تا ۱۹۲۶ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ ۔ عالمی سامراجی جنگ کے وقت معاشرتی جارحانہ قوم پرست ۔ صفحات ۱۲، ۲۲، ۴۵ ۔

— م —

مارتوف (تسیدیرباؤم، یولی اوسیپووچ) (۱۸۷۳ء تا ۱۹۲۳ء) — مینشویکوں کا ایک لیڈر ۔ عالمی سامراجی جنگ کے دوران مرکزیت کا رویہ اختیار کیا ۔ ۱۹۱۷ء میں مینشویک بین الاقوامیت پسند گروہ کی رہنمائی کی ۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد سوویت اقتدار کا مخالف بن گیا ۔ صفحات ۴۴، ۴۷ ۔



Scanned by CamScanner

مارکس، کارل (۱۸۱۸ء تا ۱۸۸۳ء) — سائنسی کمیونزم کے بانی، غیر معمولی ذہانت کے مالک، بین الاقوامی پرولیتاریہ کے ناخدا اور معلم۔ صفحات ۲۱ — ۱۹، ۲۳، ۳۶، ۴۰، ۴۱۔

مورانوف، ماتویئی کونستانتینووچ (۱۸۷۳ء تا ۱۹۵۹ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، بالشویک۔ چوتھی ریاستی دوما کا کارکن۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں سامراجی جنگ کےخلاف انقلابی سرگرمیوں کےلئے دوسرے بالشویک ارکان کے ساتھ گرفتار کیا گیا اور سائبیریا میں جلاوطن کر دیا گیا۔ صفحہ ۶۵۔

مونیٹر — ایک فرضی نام جو ایک جرمن سوشل ڈیموکریٹ موقع پرست نے قدامت پرست اخبار «Preußische Jahrbücher» میں ۱۹۱۵ء میں اپنے مضمون شائع کرانے کے سلسلے میں استعمال کیا تھا۔ مصنف نے اپنے مضمون میں سوشل ڈیموکریسی کی موقع پرست، بورژوا، مرکزیت پرست نوعیت کی کھلم کھلا تعریف کی اور آئندہ اسے برقرار رکھنے کی تجویز کی اور موقع پرستی کو ''بائیں،، بازو کی لفاظی کا لبادہ پہنا کر بورژوازی کے ساتھ طبقاتی تعاون کی پالیسی اختیار کی۔ صفحہ ۵۷۔

مہرنگ، فرانز (۱۸۴۶ء تا ۱۹۱۹ء) — جرمنی میں مزدور تحریک کا ممتاز رہنما، جرمن سوشل ڈیموکریسی کے بائیں بازو کا ایک لیڈر اور نظریہ‌داں۔ انقلابی ''اسپارٹک یونین،، کا ایک قائد، جرمن کمیونسٹ پارٹی قائم کرنے میں حصہ لیا۔ صفحات ۷، ۳۶، ۴۲، ۴۳۔

میلیراں، الیکساندر ایتین (۱۸۵۹ء تا ۱۹۴۳ء) — فرانس کا سیاست‌داں۔ انیسویں صدی کی آخری دھائی میں اشتراکی بن گیا۔ ۱۸۹۹ء میں اشتراکیت سے غداری کرکے والدیک روسو کی بورژوا حکومت میں شامل ہوگیا۔ اور پیرس کمیون کے جلاد جنرل ہالیفے کے ساتھ تعاون کیا۔ ۱۹۰۴ء میں اشتراکی پارٹی سے خارج ہونے کے بعد میلیراں نے بریاں اور وی‌ویانی کے ساتھ مل کر ''آزاد اشتراکیوں،، کا ویویانی ایک گروہ قائم کیا۔ ۱۰ — ۱۹۰۹ء، ۱۳ — ۱۹۱۲ء، ۱۵ — ۱۹۱۴ء میں مختلف وزیر اور ۲۴ — ۱۹۲۰ء میں فرانس ریبلک کا صدر رہا۔ صفحہ ۲۱۔



Scanned by CamScanner

— ن —


نپولین سوئم (بوناپارٹ، لوئی) (۱۸۰۸ء تا ۱۸۷۳ء) — ۱۸۵۲ء سے ۱۸۷۰ء تک فرانس کا شہنشاہ۔ صفحہ ۲۱۔

نیکولائی دوئم (۱۸٦۸ء تا ۱۹۱۸ء) — روس کا آخری شہنشاہ (۱۸۹۴ء تا ۱۹۱۷ء)۔ صفحہ ۱۹۔


— و —


وانڈیرویلڈے، ایمیل (۱۸٦٦ء تا ۱۹۳۸ء) — بیلجیم کی مزدور پارٹی کا رہنما، دوسری انٹرنیشنل کے عالمی اشتراکی بیورو کا صدر، موقع پرست۔ پہلی عالمی جنگ (۱۸ — ۱۹۱۴ء) میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ بورژوا حکومت میں شامل ہو گیا اور کرسیٔ وزارت حاصل کرلی۔ صفحات ۷، ۵۴، ۵۵، ٦۵۔

وائیلاں (وائیاں)، ایڈورڈ ماری (۱۸۴۰ء تا ۱۹۱۵ء) — فرانسیسی اشتراکی، دوسری انٹرنیشنل کا ایک رہنما۔ ۱۹۰۵ء میں جب فرانس کی اشتراکی پارٹی اور اصلاح پسند فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی متحد ہو گئیں تو اس نے اہم سوالات پر موقع پرست رویہ اختیار کیا۔ عالمی سامراجی جنگ کے وقت معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ صفحات ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۵۴۔

ولہیلم دوئم (ہوہنسولیرن) (۱۸۵۹ء تا ۱۹۴۱ء) — جرمنی کا شاہنشاہ اور پروشیا کا بادشاہ (۱۸۸۸ء تا ۱۹۱۸ء)۔ صفحہ ۱۹۔


— ھ —


ھارمس، برن ھارڈ (۱۸۷٦ء تا ۱۹۳۹ء) — جرمن ماہرمعاشیات، بازاری سوشلزم کا نمائندہ، جرمن سامراج کا وکیل۔ صفحہ ۲۸۔

ھاسے، ہیوگو (۱۸٦۳ء تا ۱۹۱۹ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا ایک لیڈر، مرکزیت پرست۔ صفحات ۵۵، ۵٦، ٦۹۔




Scanned by CamScanner

هائیے نش، کونراد (۱۸۷٦ء تا ۱۹۲۵ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ۔ عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) میں معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ صفحہ ۴۵۔

ھنڈرسن، آرتھر (۱۸۶۳ء تا ۱۹۳۵ء) — انگلستان کا سیاسی مدبر، لیبر پارٹی اور ٹریڈ یونین کے دائیں بازو کا لیڈر، معاشرتی جارحانہ قوم پرست۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۳۱ء تک کئی بار انگلستان کی حکومت میں شامل ہوا۔ صفحہ ٦٥۔

ھنڈےمان، ھنری مائیرس (۱۸۴۲ء تا ۱۹۲۱ء) — انگلستان کا اشتراکی، اصلاح پسند۔ ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۰ء عالمی اشتراکی بیورو کا رکن۔ برطانوی اشتراکی پارٹی کے لیڈروں میں سے ایک۔ ۱۹۱٦ء میں سولفورڈ میں پارٹی کانفرنس میں سامراجی جنگ کی جانب اس کے معاشرتی جارحانہ قوم پرست رویے پر تنقید کے بعد میں پارٹی چھوڑ دی۔ صفحات ۷ — ۵، ۱٦، ۴۲، ۴۴، ۴۵۔

ھیگل، ظیواج ولھیلم فریڈرخ (۱۷۷۰ء تا ۱۸۳۱ء) — ممتاز جرمن فلسفی۔ خارجی تصوریت پرست۔ تاریخی اعتبار سے ھیگل کا بڑا اور ھمہ پہلو کارنامہ جدلیات ھے جو جدلیاتی مادیت کا ایک نظریاتی سرچشمہ ھے۔ لیکن ھیگل کی جدلیات کا کردار تصوریاتی تھا۔ صفحات ۱٦، ۱۹۔

ھیوگ لونڈ، کارل تسیٹ کونسٹانٹن (۱۸۸۴ء تا ۱۹۵٦ء) — سویڈن کی سوشل ڈیموکریسی اور نوجوانوں کی اشتراکی تحریک کے بائیں بازو کا رھنما۔ عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) میں بین الاقوامیت پسند۔ ۱۹۱۷ — ۲۴ء میں سویڈن کی کمیونسٹ پارٹی کا لیڈر، بعد میں موقع پرست بن گیا اور پارٹی سے ۱۹۲۴ء میں نکال دیا گیا۔ صفحہ ۵۳۔

ھئینیے، وولف گانگ (۱۸٦۱ء تا ۱۹۴۴ء) — جرمنی کا سیاسی کارکن، دائیں بازو کا سوشل ڈیموکریٹ۔ صفحہ ۴۵۔





Scanned by CamScanner

## پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ : زوبوفسکی بلوار، نمبر ۲۱
ماسکو، سوویت یونین
21, Zubovsky Boulevard, Moscow, USSR

Scanned by CamScanner

<u>Zainab Nasir</u>

لیلب

گلاب

Scanned by CamScanner

Scanned by CamScanner

[redacted]

*на языке урду*

Scanned by CamScanner